Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے
سالانہ.................300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... پانی کی قدر کیجئے .... مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۷) .... حج کے متعین ومشہور مہینے .... // // ۵

درسِ حدیث ..... انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط ۶) ..... // // ۱۰

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ رمضان کے اجمالی معمولات .... مفتی محمد رضوان ۱۴

فردوس کے بالاخانوں سے (جنت اوراس کی بہاریں: ۲۲) .... مفتی محمد امجد حسین ۱۵

وضو کے فضائل واحکام .... ابوصہیب ۲۳

ماہِ جمادی الاخریٰ: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات .... مولانا طارق محمود ۲۷

علم کے مینار: .... امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس میں .. مولانا محمد ناصر ۲۹

تذکرۂ اولیاء: .... ''صدیق'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب .... // // ۳۳

پیارے بچو! .... مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ .... // // ۳۸

بزمِ خواتین .... شوہر کی ناشکری کی ممانعت .... مولانا طلحہ مدثر ۴۰

آپ کے دینی مسائل کا حل ... سائمہ جانوروں کے نصاب سے مستحقِ زکاۃ ہونے کا حکم ... ادارہ ۴۸

کیا آپ جانتے ہیں؟ ... کیا بنوہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۲) .... مفتی محمد رضوان ۵۴

عبرت کدہ ..... آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کا حکم اور شیطان کا انکار ..... مولانا طارق محمود ۸۰

طب وصحت .... جامن Jambul .... مفتی محمد رضوان ۸۴

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز .... مولانا محمد امجد حسین ۸۷

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .... حافظ غلام بلال ۸۹

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

پانی کی قدر کیجئے

پانی درحقیقت قدرت کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے، اور اتنی بڑی نعمت ہے کہ اگر کسی کو سخت پیاس لگی ہوئی ہو اور اسے پانی نہ ملے تو وہ سخت بے چین اور پریشان ہو جائے اور اسے ایک گلاس پانی کو حاصل کرنے کے لئے اپنی بیش بہا قیمتی دولت کیوں نہ دینی پڑے تو وہ اس کے لئے بھی تیار و آمادہ ہو جائے اور اگر پھر بھی پانی میسر نہ آئے تو سِسک سِسک اور بلک بلک کر جان دے دے۔

اگر جسم کا پانی خشک ہو جائے اور فوری طور پر پانی میسر نہ آئے تو انسان کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

اور آج زندگی کے مختلف شعبوں میں پانی کی اہمیت وضرورت کا احساس بہت زیادہ بڑھ گیا ہے، خواہ ان شعبوں کا تعلق انسان کی انفرادی اور نجی زندگی سے ہو یا اجتماعی زندگی سے ہو، چنانچہ فصل و پیداوار کے لئے پانی لازمی اور ضروری چیز ہے، اسی طرح سستی بجلی کی پیداوار کے لئے بھی پانی کی بڑی اہمیت ہے، غرضیکہ پانی انسانی بلکہ حیوانی زندگی اور اس کی بقاء کا لازمی جزو حصہ ہے، اور معمولاتِ زندگی کو جاری رکھنے کے لئے پانی کی ضرورت واہمیت ایک مسلمہ مسئلہ ہے، اس لئے انسانوں پر لازم ہے کہ وہ پانی کی قدر وقیمت کا احساس اور اس نعمت پر شکر کا اظہار کریں۔

مگر بدقسمتی سے ایک عرصہ سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ پانی کی نعمت کا مختلف شکلوں میں ضیاع بڑھ گیا ہے، خاص طور پر جب سے پانی حاصل کرنے کے لئے جسمانی مشقت کا سلسلہ کم یا ختم ہوا اور ڈول یا دستی نلکے وغیرہ کے بجائے بجلی کی مشینوں وغیرہ سے برق رفتاری کے ساتھ پانی حاصل کرنے اور ذخیرہ اندوزی کر کے رکھنے اور ٹونٹیوں کے ذریعے تیز رفتاری کے ساتھ استعمال کرنے کا سلسلہ شروع ہوا، اس وقت سے پانی کے ضیاع میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے، اور پہلے زمانہ میں جہاں پانی کے ایک لوٹے سے ضرورت پوری ہو جاتی تھی اب اس ضرورت کے لئے بھری ہوئی بالٹیوں اور گھڑوں کی مقدار بھی پوری نہیں ہوتی، چنانچہ پہلے زمانہ میں نہانے کے لئے ایک گھڑے یا بالٹی سے ضرورت پوری کر لی جاتی تھی، لیکن اگر اب کسی ایسے شخص کو ایک بالٹی یا گھڑے کے پانی سے نہانے کا کہا جائے کہ جو موجودہ ٹینکی اور ٹونٹی سے نہانے

Iqra Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کا عادی ہو بلکہ اگر اس نے اسی ماحول میں آنکھ کھولی ہو، تو اس کے لئے اتنی مقدار پانی سے نہانا مشکل ہوجائے گا۔

اس طرح مختلف صورتوں اور شکلوں میں پانی کے غیر ضروری استعمال اور ضیاع کے نتیجہ میں آج بہت سے علاقوں میں لوگوں کو پانی کی قلت کا سامنا ہے، اور آہستہ آہستہ زمین پر پانی کی سطح نیچے ہوتی جارہی ہے، جس کے نتیجہ میں کنویں اور بورنگ وغیرہ خشک ہورہے ہیں، دریا بھی پانی کی قلت سے دوچار ہیں اور تقریباً ہر سطح پر پانی کی قلت کا رونا رویا جارہا ہے اور پانی کے حصول وغیرہ کے لئے مختلف تدبیریں اور کوششیں کی جارہی ہیں، حتی کہ یہاں تک کہا جارہا ہے کہ آئندہ کئی ملکوں کی جنگیں بھی پانی کے حصول کے لئے ہی ہوں گی، مگر پانی کے ضیاع اور بے جا استعمال کے مسئلہ پر قابو پانے کی عوامی اور عمومی سطح پر کوششیں نہیں کی جارہیں، جو کہ اس پریشانی کا سب سے بڑا سبب ہے، لہٰذا تمام انسانوں کو پانی کی قدر وقیمت کا احساس پیدا اور شعور اجاگر کرکے پانی کے ضیاع سے بچنا چاہئے، اور پانی کو ضیاع سے بچانا دراصل اپنے مستقبل کو اندھیروں سے محفوظ رکھنا اور اپنی نسل کو پیاس اور ضروریاتِ زندگی کی محرومی اور جنگوں کے خطرات سے بچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط ۷،۱۱۷آیت ۱۹۷) مفتی محمد رضوان

حج کے متعین ومشہور مہینے

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (سورة البقرة رقم الاية ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے چند معلوم مہینے ہیں (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

''اَشْهُرٌ'' شہر کی جمع ہے جس کے معنٰی ہیں ''مہینہ'' [1]

حج ادا کرنے کے لئے شریعت نے کچھ خاص مہینے اور اوقات مقرر کئے ہیں، جن کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ''اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ'' شَوَّالٌ، وَذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ (المعجم الأوسط) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے قول ''الحج اشہر معلومات'' کے بارے میں فرمایا کہ شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے مہینے ہیں (طبرانی)

بہت سے حضرات کے نزدیک ذی الحجہ کا پورا مہینہ حج کے مہینوں میں داخل نہیں، بلکہ اس کے ابتدائی دس دن ہی داخل ہیں، اور اس طرح سے حج کے مہینوں سے مراد ماہِ شوال اور ماہِ ذوالقعدہ کے دو مہینے اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔

ان حضرات کے قول کی تائید حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابنِ عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ کی روایات سے ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] (قولہ وأشهر الحج شوال وذو القعدة وعشر من ذی الحجة)فإن قيل كيف يكون الشهران وبعض الثالث أشهرا قيل إقامة لأكثر الثلاثة مقام كلها (الجوهرة النيرة ، ج ا ص ۱٦۷ ،باب التمتع)

[2] للطبرانی،رقم الحديث ۱۵۸۴ ،دارالحرمين ، القاهرة.

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الصغير والأوسط، وفيه حصين بن مخارق قال الطبرانی : كوفی ثقة .وضعفه الدارقطنی، وبقية رجاله موثقون(مجمع الزوائد، ج۳ص ۲۱۸ ،باب فی أشهر الحج)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَشْهُرُ الْحَجِّ: شَوَّالٌ، وَذُو الْقَعْدَةِ، وَعَشْرٌ مِّنْ ذِی الْحَجَّةِ (بخاری) [۱]

ترجمہ: حج کے مہینے یہ ہیں: شوال اور ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِی الْحِجَّةِ (سنن الدارقطنی) [۲]

ترجمہ: حج کے مہینے یہ ہیں: شوال اور ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن (دارقطنی)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِی الْحَجَّةِ (سنن الدارقطنی) [۳]

ترجمہ: حج کے مہینے یہ ہیں: شوال اور ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن (دارقطنی)

مذکورہ مہینوں کو حج کے مہینے قرار دینے سے معلوم ہوا کہ یہ مہینے حج کے لئے مقرر ہیں، اور ان کے علاوہ کسی اور زمانہ میں حج جائز نہیں۔

نو اور دس ذی الحجہ کی درمیانی شب کے آخر (یعنی صبح صادق یا طلوعِ فجر) تک چونکہ حج کے سب سے بڑے فریضے وقوفِ عرفہ کا وقت ہوتا ہے، اس لئے ذی الحجہ کی دس تاریخ تک حج کا وقت ہوا۔

اور ان مہینوں کے حج کے مہینے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس پورے عرصے میں حج ادا کیا جاتا ہے، بلکہ مخصوص احکام کے اعتبار سے یہ حج کے مہینے ہیں، چنانچہ حج کے احرام کے لئے یہ مہینے مختص ہیں، اور حج کے احرام کے لئے ان مہینوں کو ''میقاتِ زمانی'' کہا جاتا ہے، اور اسی لئے جو کوئی حج کرنا چاہے، تو اسے حکم ہے کہ وہ حج کے مہینے شروع ہونے (یعنی شوال کا مہینہ داخل ہونے) سے پہلے حج کا احرام نہ باندھے۔

پھر بعض حضراتِ فقہاء (مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ) کے نزدیک تو شوال کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے حج کا احرام باندھنا سرے سے جائز ہی نہیں، اور ان کے نزدیک یہ احرام باندھنا حج کے لئے منعقد ومعتبر نہیں ہوتا، بلکہ صرف عمرہ کے لئے منعقد ومعتبر ہوتا ہے، اور بعض حضرات (مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کے

---

[۱] کتاب الحج ،باب قول اللہ تعالی الحج أشهر معلومات،دارطوق النجاة،بیروت، واللفظ لہٗ، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۰۹۲، سنن دارقطنی،رقم الحدیث ۲۴۵۲.

قال الحاکم:هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ، ولم یخرجاه.

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم.

[۲] رقم الحدیث ۲۴۵۳،کتاب الحج، مؤسسة الرسالة، بیروت.

[۳] رقم الحدیث ۲۴۵۴،کتاب الحج، مؤسسة الرسالة، بیروت.

Idara Ghufran

نزدیک ایسا کرنا مکروہ اور سنت کے خلاف ہے،لیکن حج کا احرام باندھنا بہر حال منعقد و معتبر ہو جاتا ہے۔

(کذافی :الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۱۴۳ و ۱۴۴ ، مادة ”إحرام“)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَا يُحْرَمُ بِالْحَجِّ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، فَإِنَّ مِنْ سُنَّةِ الْحَجِّ أَنْ يُحْرَمَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ(مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: حج کا احرام، حج کے مہینوں میں ہی باندھا جائے، کیونکہ یہ حج کی سنت ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں باندھا جائے (حاکم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، اور جلیل القدر تابعین حضرت عکرمہ، اور حضرت عطاء، اور حضرت طاووس، اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ وغیرہ سے بھی اسی طرح کی روایات مروی ہیں۔ [2]

مذکورہ آیت اور احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فقہائے کرام نے فرمایا کہ حج کے فرض ہونے کی شرائط جب حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد پائی جائیں، اور وہ شخص اس عرصہ میں جا کر حج کرنے پر قادر ہو، تو اس پر حج فرض ہوتا ہے۔

البتہ جو شخص مکہ مکرمہ سے دُور اور فاصلے پر ہو، یا کسی دوسرے ملک میں ہو، اُس کے لئے اُس وقت کا اعتبار کیا جاتا ہے، جب وہاں سے عادتاً سفر کر کے حج کے مناسک ادا کرنا ممکن ہو۔

---

[1] رقم الحديث ۱۶۴۲ ، كتاب المناسک، دار الكتب العلمية -بيروت، واللفظ لهٗ،صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۲۴۸۶ ،بخاری، كتاب الحج،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ، دارقطنی، رقم الحديث ۲۴۸۶ ،مصنف ابنِ شيبة، رقم الحديث ۱۴۸۳۷ .

[2] عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ :لاَ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ ، إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ(مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۱۴۸۳۸ ، كتاب المناسک،باب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ ، فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ)

عَنْ أَيُّوبَ ؛ أَنَّ أَبَا الْحَكَمِ الْبَجَلِيَّ كَانَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ ، قَالَ :فَلَقِيَهُ عِكْرِمَةُ ، فَقَالَ :أَنْتَ رَجُلُ سُوءٍ(مُصنف ابن أبی شيبة، كتاب المناسک، رقم الحديث ۱۴۸۴۵ ،بَاب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ ، فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ)

عن ابن جريج قال :أخبرنی عمر بن عطاء ، عن عكرمة أنه قال : لا ينبغی لأحد أن يحرم بالحج إلا فی أشهر الحج ، من أجل قول الله :الحج أشهر معلومات قال أحمد :وقد روينا عن ابن عباس ، أبين من ذلک(معرفة السنن والآثار للبيهقی، رقم الحديث ۹۲۳۰)

عَنْ عَطَاءٍ ، وَطَاوُوسٍ ، وَمُجَاهِدٍ ؛ قَالُوا :لاَ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ ، إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ(مُصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث ۱۴۸۳۹ ، كتاب المناسک ،باب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ ، فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ)

Idara Ghufran

فقہائے کرام نے جو اس سلسلہ میں مسائل ذکر فرمائے ہیں، وہ ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱...... حج فرض ہونے کے لئے، حج فرض ہونے کی شرائط کا مخصوص وقت میں پایا جانا ضروری ہے، کہ اس وقت میں اس کو حج کا سفر ممکن ہو۔

اگر کسی میں حج کے فرض ہونے کی شرائط کسی دوسرے وقت میں تو پائی گئیں، مگر حج کے وقت میں نہیں پائی گئیں، مثلاً کسی دوسرے وقت میں مالدار ہوا، لیکن حج کے وقت میں وہ مال موجود نہ رہا، بلکہ پہلے ہی خرچ ہوگیا، تو اس پر حج فرض نہیں ہوگا، جیسا کہ نماز کے وقت کا معاملہ ہے کہ نماز وقت سے پہلے فرض وواجب نہیں ہوا کرتی۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص ۳۴ و ص ۳۵، مادة"حج"الخصلة الرابعة :إمكان السير، منحة الخالق على البحر الرائق، ج ۲، ص ۳۳۱، كتاب الحج)

مسئلہ نمبر ۲...... جو شخص جس علاقہ میں رہائش پذیر ہو، اُس علاقہ سے جب لوگ حج کے لئے جاتے ہوں یا حکومت کی طرف سے حج کی درخواستیں وصول کی جاتی ہوں (خواہ حج کے مہینوں میں، یا اس سے پہلے) اُس وقت حج فرض ہونے کی شرائط پائی جانے کا اعتبار ہوگا، اور یہی زمانہ حج فرض ہونے کا زمانہ کہلائے گا۔

(ردالمحتار، ج ۲، ص ۴۵۸، كتاب الحج و ص ۴۶۵، ۴۶۶، البحر الرائق، ج ۲، ص ۳۳۸، كتاب الحج، واجبات الحج، تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ۱ ص ۳۸۹، ۳۹۰، كتاب المناسك)

مسئلہ نمبر ۳...... اگر حج پر جانے یا حکومت کی طرف سے حج پر جانے کی درخواستیں وصول کئے جانے کا وقت تو شروع ہوگیا، مگر ختم نہیں ہوا، اور اس وقت کسی پر حج فرض ہوا، مثلاً کسی کے پاس اتنا مال آ گیا، جو حج کے مصارف کے لئے کافی ہے، تو قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر حج فرض ہوجائے گا، اور اگر اس کے برعکس کسی پر وقت شروع ہوتے وقت تو حج فرض تھا، مثلاً حج کے مصارف کے لئے مال تھا، لیکن وقت ختم ہونے سے پہلے وہ صاحبِ استطاعت نہ رہا، مثلاً اس کا مال جاتا رہا، یا خرچ ہوگیا، تو قواعد کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ [1]

---

[1] فقہائے کرام سے صراحتاً اس مسئلہ کا ذکر نہ مل سکا، لیکن عبادات میں جہاں کہیں فقہائے کرام نے وقت کو شرطِ وجوب قرار دیا ہے، وہاں اسی قاعدہ کا اعتبار فرمایا ہے، مثلاً نماز، روزہ، قربانی کے اوقات وغیرہ۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص ۳۵، مادة"حج"الخصلة الرابعة :إمكان السير)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۶)

نشہ آور مشروب کی ممانعت

کئی احادیث وروایات سے نشہ آور مشروب کی ممانعت اور حرمت ثابت ہے، خواہ وہ مشروب نشہ آور نبیذ کا ہو، یا نشہ آور شیرہ کا، اور خواہ وہ نبیذ یا شیرہ کچا ہو، یا آگ پر پکالیا گیا ہو، بہر حال اگر وہ نشہ آور ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں، ایسی کئی احادیث پہلے اپنے مقام پر گزر چکی ہیں، جن میں ہر نشہ آور چیز کو حرام وناجائز قرار دیا گیا ہے، اور بعض احادیث وروایات میں نشہ آور مشروبات یا مشروب کی ممانعت کی صراحت بھی آئی ہے، جن میں سے چند احادیث وروایات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے، وہ حرام ہے (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلاً قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ، وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُوْنَهُ بِأَرْضِهِمْ مِّنَ الذُّرَةِ، يُقَالُ لَهُ: اَلْمِزْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَ مُسْكِرٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (مسلم) [2]

ترجمہ: جیشان کا ایک آدمی آیا، اور جیشان یمن میں ہے، پھر اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مشروب کے متعلق سوال کیا، جو کہ اُن کے علاقہ میں لوگ مکئی سے تیار کیا ہوا پیتے ہیں،

---

[1] رقم الحديث ۲۴۲، كتاب الوضوء، باب لا يجوز الوضوء بالنبيذ، ولا المسكر.

[2] رقم الحديث ۲۰۰۲ "۷۲"، كتاب الاشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جس کو ''مِزْر'' کہا جاتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ بے شک وہ نشہ آور ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور (چیز) حرام ہے (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکئی کی شراب یا مشروب کے بارے میں پہلے یہ معلوم کیا کہ کیا وہ نشہ آور ہے؟ اور جب معلوم ہوا کہ وہ نشہ آور ہے، تب اس کو حرام قرار دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نشہ آور مشروب تو حرام ہے، اور جو مشروب نشہ آور نہ ہو، وہ حرام نہیں۔ [۱]

حضرت دیلم سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ، وَإِنَّا لَنَسْتَعِيْنُ بِشَرَابٍ يُصْنَعُ لَنَا مِنَ الْقَمْحِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُسْكِرُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلَا تَشْرَبُوْهُ. فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُسْكِرُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلَا تَشْرَبُوْهُ. فَأَعَادَ عَلَيْهِ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُسْكِرُ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَلَا تَشْرَبُوْهُ. قَالَ: فَإِنَّهُمْ لَا يَصْبِرُوْنَ عَنْهُ. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَصْبِرُوْا عَنْهُ فَاقْتُلْهُمْ (مسند احمد) [۲]

ترجمہ: انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم لوگ سرد علاقے میں رہتے ہیں، سردی کی شدت دور کرنے کے لئے ہم لوگ گیہوں کے ایک مشروب سے مدد لیتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ نشہ پیدا کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اسے نہ پیو، انہوں نے دوبارہ یہی سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ نشہ پیدا کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی

---

[۱] قوله :(كل مسكر حرام) ، هذا لا خلاف فيه.
وقال صاحب (التوضيح) : فيه :حجة على أبي حنيفة في تجويزه ما لا يبلغ بشاربه السكر مما عدا الخمر
قلت :لا حجة عليه فيه، لأن أبا بردة قال عقيب تفسير البتع والمزر :كل مسكر حرام، يعني إذا أسكر، ولا يخالف فيه أحد(عمدة القارى، ج۱۸ ص۳،كتاب المغازى، باب بعث أبى موسى ومعاذ بن جبل إلى اليمن قبل حجة الوداع)

[۲] رقم الحديث ۱۸۰۳۴.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح(حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اسے نہ پیو، انہوں نے تیسری مرتبہ یہی سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ کیا وہ نشہ پیدا کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اسے نہ پیو، انہوں نے عرض کیا کہ وہ (یعنی اس علاقے کے) لوگ اس سے باز نہیں آئیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اس سے باز نہ آئیں، تو ان سے قتال کرو (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قتال کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ جب بحیثیت حکمران وہ آپ کی یا میرے متعین کردہ امیر وحکمران کی بات نہ مانیں، تو اس بغاوت کی وجہ سے تعزیراً ان سے قتال کریں۔ [۱]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مشروب نشہ پیدا کرے، وہ جائز نہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ:

قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شَرَابٌ يُقَالُ لَهُ اَلْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ، وَالْمِزْرُ مِنَ الشَّعِيرِ، فَقَالَ: هُمَا يُسْكِرَانِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (مسند البزار، رقم الحديث ۳۱۰۴، ج۸ص۱۰۶، مسند ابی موسیٰ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایک شراب شہد کی ہے، جس کو بتع کہا جاتا ہے، اور ایک شراب جَو کی ہے، جسے مِزر کہا جاتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ کیا وہ دونوں نشہ پیدا کرتی ہیں؟ لوگوں نے جواب میں کہا کہ بے شک، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے (بزار)

اس حدیث کو اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ [۲]

مذکورہ حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جو مشروب نشہ پیدا کرے، وہ تو حرام ہے، اور جو نشہ پیدا نہ کرے، وہ

---

[۱] قوله فقاتلوهم لالحرمته للقطعية بل للتعزير على بغاوة الامام حيث لم ينتهوا النهية عن ارتكاب المحرم (بذل المجهود، ج۵، ص۳۳۳، كتاب الاشربة، باب ماجاء فى السكر)

[۲] حدثنا يونس بن حبيب، قال: ثنا أبو داود، قال: نا شعبة، عن سعيد بن أبي بردة، عن أبيه، عن أبي موسى، قال: قلت: يا رسول الله، يصنع عندنا شراب من العسل، يقال له: البتع، وشراب من الشعير، يقال له: المزر، وهما يسكران، فقال: النبي صلى الله عليه وسلم: كل مسكر حرام وكذا رواه وكيع عن شعبة (مستخرج أبي عوانة، رقم الحديث ۷۹۴۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حرام نہیں، جبکہ اس میں حرام ہونے کی کوئی اور وجہ نہ پائی جاتی ہو۔

حضرت ابوالعلاء کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَا تَشْرَبُوْا مَا يُسَفِّهُ أَحْلَامَكُمْ، وَمَا يُذْهِبُ أَمْوَالَكُمْ (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ٢٤٣٦٦، كتاب الأشربة، باب في الرخصة في النبيذ)

ترجمہ: تم ایسی چیز نہ پیو، جو تمہاری عقلوں میں فتور پیدا کردے، اور تمہارے مالوں کو ضائع کردے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن ابی شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَاشْرَبُوْا مَا لَمْ يُسَفِّهْ أَحْلَامَكُمْ وَلَا يُذْهِبُ أَمْوَالَكُمْ (مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: تم ایسی چیز پیو، جو تمہاری عقلوں میں سفاہت (یعنی فتور ونقص) پیدا نہ کرے، اور تمہارے مال کو ضائع نہ کرے (عبدالرزاق)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جو مشروب عقل میں فتور یعنی نشہ پیدا کرے، اور مالوں کی اضاعت کا بھی باعث ہو، وہ جائز نہیں ہے، اور نشہ آور چیز میں دونوں باتیں جمع ہوتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ نشہ آور مشروب کی تو شرعاً اجازت نہیں، خواہ وہ کسی بھی چیز سے تیار شدہ ہو، اور جو مشروب نشہ آور نہ ہو، اور پاک ہو، اس کا پینا جائز ہے، خواہ وہ کسی بھی چیز سے تیار شدہ ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے، اور مذکورہ احادیث وروایات کے مطابق ہے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ حدثنا أبو داود الحراني، قال :ثنا يزيد بن هارون، قال :أنبأ شعبة، عن سعيد بن أبي بردة، عن أبيه، عن أبي موسى، أن النبي صلى الله عليه وسلم لما بعثه، ومعاذا إلى اليمن قال :أبو موسى يا رسول الله، إن أهل اليمن يصنعون شرابا من العسل، يقال له البتع يسكر، وشرابا من الشعير، يقال له المزر، يسكر قال :أعلموهم أن كل مسكر حرام(مستخرج ابي عوانة، رقم الحديث ٧٩٥١)

حدثنا أبو داود قال :حدثنا شعبة، عن سعيد بن أبي بردة، عن أبيه، عن أبي موسى، قال :قلت :يا رسول الله يصنع عندنا شراب من العسل يقال له :البتع وشراب من الشعير يقال له :المزر، وهما يسكران فقال النبي صلى الله عليه وسلم :كل مسكر حرام(مسند أبي داود الطيالسي، رقم الحديث ٤٩٩)

[1] كتاب الاشربة، رقم الحديث ١٧٠١٢، باب ما ينهى عنه من الأشربة.

قال الهيثمي:رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح، خلا الحسين بن مهدي، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨١٦١، كتاب الاشربة، باب فيمن يشرب من العصير الحلو ونحوه)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ماہِ رمضان کے اجمالی معمولات

مندرجہ ذیل معمولات کورمضان المبارک میں ذرااہتمام سے شروع کردیجئے۔

(۱)...... سچے دل سے گناہوں سے توبہ واستغفار کرتے رہیے(۲)...... روزہ رکھنے اورتراویح پڑھنے کا اہتمام کیجئے اور بلاعذرناغہ نہ کیجئے(۳)...... رمضانُ المبارک اورخاص کرروزے میں ہرقسم کے گناہوں سے آنکھ،کان،ناک،دل،دماغ اوردوسرے اعضاء کو بچاکررکھئے(۴)......عورتوں کو وقت کی پابندی اورمردوں کوباجماعت نمازکا اہتمام کرتے رہنا چاہیے(۵)......فرض اورسنت نمازوں کے علاوہ اشراق، چاشت،اوابین،صلوٰۃُ التسبیح،تحیۃُ المسجد،تحیۃُ الوضوءاورتہجد کے نوافل کاحسبِ سہولت واستطاعت اہتمام کرنا چاہیے(۶)...... نیک صحبت کا اہتمام،بُری صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے(۷)......جس قدر ہوسکے قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے(۸)...... اللہ تعالیٰ سے ہرقسم کی خیراوربھلائی کی دعائیں مانگتے رہیے، خاص کرجنت کاسوال اورجہنّم سے پناہ مانگتے رہیے،تمام مسلمانوں کی فتح ونصرت اورظلم وستم سے نجات کی دعاء کیجئے(۹)......فوت شدہ حضرات کے لئے سنت کے مطابق ایصالِ ثواب اورمغفرت کی دعاء کیجئے (۱۰)...... چلتے پھرتے مختلف اذکارمثلاً ''لَآ اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہ'' اور''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ '' کاوِرد کیجیے اور درودشریف بھی پڑھتے رہیے(۱۱)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اورسنت پرعمل کرنے کی کوشش کیجئے(۱۲)......حسبِ قدرت صدقہ وخیرات میں حصہ شامل کیجئے(۱۳)......رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے(۱۴)......ممکن ہواورکوئی عذرنہ ہوتو آخری عشرہ میں اعتکاف کی بھی کوشش کیجئے(۱۵)......رمضان کے قیمتی لمحات اوراوقات کوفضول کاموں اورفضول باتوں سے محفوظ رکھنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔

آج کل بہت سے لوگ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ کی قیمتی گھڑیاں اِدھراُدھرگھومنے پھرنے،بے جا خریدوفروخت میں خرچ کردیتے ہیں،جوکہ بہت نقصان کی بات ہے،اس قسم کی حرکات سے اپنے آپ کو بچاکررکھئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطافرمائیں۔آمین۔

(ماخوذاز:ماہِ رمضان کے فضائل واحکام،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (جنت اوراس کی بہاریں:۲۲) مفتی محمد امجد حسین

فردوس کے بالاخانوں سے

(۱)...... إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتُ لَهُمُ جَنَّاتُ الْفِرُدَوُسِ نُزُلًا. خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبُغُونَ عَنُهَا حِوَلًا (سورة الكهف، رقم الآيات ۱۰۷ و ۱۰۸)

ترجمہ: بیشک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے توان کے لئے فردوس کے باغات کی مہمانی ہوگی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالے گا اور) نہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے (سورہ کہف) [1]

(۲)...... إِلَّا مَنُ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ يَدُخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظُلَمُونَ شَيْئًا. جَنَّاتِ عَدُنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحُمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيُبِ إِنَّهُ كَانَ وَعُدُهُ مَأُتِيًّا . لَا يَسُمَعُونَ فِيهَا لَغُوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمُ رِزُقُهُمُ فِيهَا بُكُرَةً وَعَشِيًّا . تِلُكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنُ عِبَادِنَا مَنُ كَانَ تَقِيًّا (سوره مريم، رقم الآيات ۶۰ الى ۶۳)

ترجمہ: مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انھیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا، اور ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اوراس کے وعدے کی ہوئی چیز کو یہ لوگ ضرور) پہنچیں گے، وہ اہلِ

---

[1] عَنُ أَبِي هُرَيُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنُهُ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ :مَنُ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنُ يُدُخِلَهُ الجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوُ جَلَسَ فِي أَرُضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ :إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلُمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيُنَ الدَّرَجَتَيُنِ كَمَا بَيُنَ السَّمَاءِ وَالأَرُضِ، فَإِذَا سَأَلُتُمُ اللَّهَ، فَاسُأَلُوهُ الفِرُدَوُسَ، فَإِنَّهُ أَوُسَطُ الجَنَّةِ وَأَعُلَى الجَنَّةِ -أُرَاهُ- فَوُقَهُ عَرُشُ الرَّحُمَنِ، وَمِنُهُ تَفَجَّرُ أَنُهَارُ الجَنَّةِ قَالَ مُحَمَّدُ بُنُ فُلَيُحٍ، عَنُ أَبِيهِ :وَفَوُقَهُ عَرُشُ الرَّحُمٰنِ (بخاری، رقم الحديث ۲۷۹۰)

ومنه تفجر أنهار الجنة أى من الفردوس ووهم من زعم أن الضمير للعرش فقد وقع فى حديث عبادة بن الصامت عند الترمذى والفردوس أعلاها درجة ومنها أى من الدرجة التى فيها الفردوس تفجر أنهار الجنة الأربعة ومن فوقها يكون عرش الرحمن وروى إسحاق بن راهويه فى مسنده من طريق شيبان عن قتادة عنه قال الفردوس أوسط الجنة وأفضلها وهو يؤيد التفسير الأول (فتح البارى لابن حجر، ج ۶، ص ۱۳)

Idara Ghufran

جنت وہاں (جنت میں) بے ہودہ اور فضول کلام نہ سنیں گے، سوائے سلام دعاء (ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات کے اظہار) کے، وہاں کوئی بات ہی نہ ہوگی اور ان کو ان کے سامانِ خوردونوش صبح شام (یعنی ہر وقت) ملیں گے، یہ ہی وہ جنت ہے جس کا وارث (ومالک) ہم نے اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا ہے، جو اللہ سے ڈرنے والا نیکوکار ہو (سورہ مریم)

''جنت الفردوس'' اعلیٰ ترین جنت

بخاری کی ایک روایت جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جنت میں جن کے سو (۱۰۰) درجوں کا ذکر ہے، جن میں سے ہر دو درجوں کے مابین، آسمان وزمین کی سی مسافت ہے، اور اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس کے سوال کرنے کا حکم، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے دیا ہے کہ وہ جنت کا وسط بھی ہے، اور جنت کا اعلیٰ ترین اور بالائی حصہ بھی ہے، جس کے اوپر باری تعالیٰ کا عرش ہے، اور جنت کی تمام نہریں (دودھ، شہد، شراب اور پانی کی) پھوٹتی، بہتی اور جاری ہوتی ہیں۔

جنت اہلِ ایمان کو میراث میں دی جائے گی

جنت مومنین، متقین کو وارث بنا کر دی جائے گی، اس سے محققین اہلِ علم نے یہ اخذ کیا ہے کہ جنت کا عطا ہونا اہلِ ایمان کو، یہ محض فضل وانعام ہوگا، نہ کہ اعمال کا صلہ وبدلہ، جیسا کہ میراث حاصل ہونے کے لئے مورث کے ساتھ محض صحت نسب کافی ہے (کہ مثلاً مورث اس کا والد تھا) اسی طرح جنت کی میراث جاری اور عطا ہونے کے لئے صحتِ ایمان درکار ہے، اور وہ کافی وشافی ہے۔ [1]

---

[1] وقوله :(إلا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا) ، أى :إلا من رجع عن ترک الصلوات واتباع الشهوات، فإن الله يقبل توبته، ويحسن عاقبته، ويجعله من ورثة جنة النعيم؛ ولهذا قال :(فأولئک يدخلون الجنة ولا يظلمون شيئا) وذلک؛ لأن التوبة تجب ما قبلها، وفى الحديث الآخر" :التائب من الذنب كمن لا ذنب له "؛ ولهذا لا ينقص هؤلاء التائبون من أعمالهم التى عملوها شيئا، ولا قوبلوا بما عملوه قبلها فينقص لهم مما عملوه بعدها؛ لأن ذلک ذهب هدرا وترک نسيا، وذهب مجانا، من كرم الكريم، وحلم الحليم (تفسير ابن كثير، سورة مريم، تحت رقم الآيات ٦٠ الى ٦٣)

تلک الجنة التى نورث اى نورثها من عبادنا من كان تقيا اى نبقيها عليهم من ثمرة تقواهم كما يبقى على الوارث مال مورثه -ذكر لفظ الوراثة لكونها أقوى الأسباب فى التمليک والاستحقاق من حيث انها لا تعقب بفسح ولا استرجاع ولا يبطل برد وإسقاط -وقيل يورث المتقون من الجنة المساكن التى كانت لاهل النار لو أطاعوه زيادة فى كرامتهم والله اعلم -اخرج ابن ماجة والبيهقى بسند صحيح عن ابى هريرة رضى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۳)......وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى . جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى

(سورہ طٰہٰ، رقم الآیات ۷۵ و ۷۶)

ترجمہ: اور جو مومن بن کر آئے اور اس نے اعمال بھی نیک کئے ہوں تو ایسے ہی لوگوں کے لئے بلند درجات ہیں۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس کی جزا ہے جو گناہ سے پاک ہوا (سورہ طہ)

اونچے نیچے درجے

درجاتِ عالیہ کی بشارت اس آیت میں ایمان وعمل میں کاملین کو دی گئی ہے، اس سے امام فخر رازی رحمہ اللہ نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ ان درجاتِ عالیہ سے نیچے اتر کر عمومی نجات والوں کے لئے زیریں درجات ہیں، یعنی عام مسلمانوں کے لئے، جن کے اچھے اور برے اعمال ہوں گے، حتیٰ کے کبائر کے بھی مرتکب مسلمان جب اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے یا دیگر مقربین کی شفاعت سے یا کم وزیادہ سزا بھگت کر نجات وخلاصی پانے پر جنت کے مختلف درجات میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ فمن زحزح عن النار فقد ادخل الجنة فقد فاز۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منكم من أحد إلا له منزلان منزل فی الجنة ومنزل فی النار فاذا مات فدخل النار ورث اهل الجنة منزلة فذلک قوله تعالى أولئک هم الوارثون -واخرج ابن ماجة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فر من ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة -والله تعالى اعلم -اخرج البخارى عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبرئيل ما يمنعک وان تزورنا فنزلت (تفسير المظهرى،سورة مريم، تحت رقم الآيات ٦٠ الى ٦٣)

[1] (قد عمل) أى وقد عمل "الصالحات "أى الطاعات وما أمر به ونهى عنه .(فأولئک لهم الدرجات العلى) أى الرفيعة التى قصرت دونها الصفات .ودل قوله ":ومن يأته مؤمنا على أن المراد بالمجرم المشرک .قوله تعالى :(جنات عدن) بيان للدرجات وبدل منها، والعدن الإقامة .وقد تقدم 2 بيانه .(تجرى من تحتها) أى من تحت غرفها وسررها (الأنهار) من الخمر والعسل واللبن والماء .وقد تقدم .(خالدين فيها) أى ماكثين دائمين .(وذلک جزاء من تزكى) أى من تطهر من الكفر والمعاصى .ومن قال هذا من قول السحرة قال :لعل السحرة سمعوه من موسى أو من بنى إسرائيل إذ كان فيهم بمصر أقوام، وكان فيهم أيضا المؤمن من آل فرعون .قلت :ويحتمل أن يكون ذلک إلهاما من الله لهم أنطقهم بذلک لما آمنوا، والله أعلم (تفسير القرطبى)

Idara Ghufran

(۴)......فَقُلْنَا يَاآدَمُ إِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى . إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرٰى . وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحٰى . فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَاآدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى. فَأَكَلا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى . ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى

(سورہ طٰہ، رقم الآیات ۱۱۷ الی ۱۲۲)

ترجمہ: پھر ہم نے کہا اے آدم بیشک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے سو تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے پھر تُو تکلیف میں پڑ جائے، بے شک تو اس میں بھوکا اور ننگا نہیں ہوگا، اور بیشک تو اس میں نہ پیاسا ہوگا اور نہ تجھے دھوپ لگے گی، پھر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا کہ اے آدم کیا میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہی (بتاؤں) جس میں ضعف وزوال نہ آئے، پھر دونوں نے اس درخت سے کھایا تب ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا، پھر اس کے رب نے اسے قبول وسربلند کیا پھر اس کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی (سورہ طٰہ)

حضرت آدم کی طرف معصیت اور غوایت کی نسبت

تشریح......حضرت آدم علیہ السلام سے بھول چوک سے جو خطا ہوئی، اس کو محض ظاہری صورت کے اعتبار سے معصیت کہا گیا، حقیقت میں وہ زلّت اور لغزش تھی، شیطان نے ان کو دھوکہ دیکر اور ایک اچھے مقصد کا فریب دیکر ان کو شجرِ ممنوعہ کا میوہ کھلایا۔

محققین نے لکھا ہے کہ ''عصیٰ آدم ربہ فغویٰ'' کہنا تو جائز ہے کہ قرآن کی آیت اور صراحت ہے، لیکن اس کی بنیاد پر آدم علیہ السلام کو عاصی (گنہگار) اور غاوی (بھٹکنے والا) کہنا جائز نہیں۔

کیونکہ آدم علیہ السلام سے عمر بھر میں اللہ کے امر کے خلاف کا ارتکاب ایک ہی دفعہ شیطان کی فریب دہی سے لغزش کھا کر ہوا، اور ایک دفعہ معصیت یا غوایت کے ارتکاب سے کوئی عاصی یا غاوی نہیں ٹھہرتا۔

جیسے کوئی شخص ایک بار اپنا کپڑا خود سی لے، تو یہ کہنا ٹھیک ہے کہ ''خاط فلان ثوبہ'' (کہ فلاں نے اپنا کپڑا سیا) لیکن اس بنیاد پر اسے ''خیاط'' (یعنی درزی) کہنا صحیح نہیں، اسی طرح زندگی کے باقی مشاغل و

Idara Ghufran

معمولات کا حال ہے کہ کسی مشغلے پیشے کے ساتھ کسی کو اس وقت منسوب کیا جاتا ہے، جب وہ اس کا مستقل معمول اور وظیفۂ زندگی ہو، اتفاقاً یا شاذ و نادر، ہر آدمی کو ہر کام سے سابقہ پڑسکتا ہے، ایک بزدل آدمی کبھی زندگی میں دلاوری بھی دکھا سکتا ہے، اور ایک بہادر کبھی پسپائی اور ڈر و خوف میں بھی مبتلا ہوسکتا ہے، لیکن اس کی شناخت اور نسبت اسی چیز سے ہوگی، جو اس کی زندگی کا عام وظیفہ اور اس کی مستقل صلاحیت و قابلیت ہے۔

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى

یعنی شیطان تمہیں چکمہ دے کر جنت سے نکال نہ ڈالے، تب تم مشقت اور مشکلات میں پڑ جاؤ گے، آیت کے اس اسلوب و انداز سے ہی بعض اہلِ علم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو درخت سے منع کرنا یہ حرمت کے درجے میں نہ تھا۔ [1]

بلکہ شفقت و رحمت کے طور پر منع کیا تھا، کہ درخت کھانے کے نتیجے میں تم ایک مشقت والی زندگی میں مبتلا ہوجاؤ گے، جو جنت سے ہٹ کر زمینی زندگی ہے، جہاں خود بونا (اُگانا) کھانا، پینا، پکانا ہے، محنت و مجاہدہ کر کے ضروریاتِ زندگی، رہنے سہنے، اوڑھنے، بچھونے کے سامان خود کرنے ہوں گے۔

جبکہ جنت میں سب کچھ تیار مل رہا تھا، شائد درخت میں یہ خاصیت ہوگی کہ اس کے کھانے سے آدمی کا جسم جنت کے علاوہ مادی غذاؤں اور عنصری آب و دانہ کا محتاج اور ان میں ملوث ہوجائے گا، اور جنت میں رہنے بسنے کے لئے جو بے میل جسم و جان درکار ہے، تقدس کا حامل اور تکدر سے خالی انسانی وجود چاہئے، وہ قابلیت و صلاحیت آدم کے جسم و جان کی متبدل و متغیر ہوجائے گی، اور جنت سے کوچ کر کے اس مقام و جہان میں یعنی عالم ناسوت میں، دنیائے سود و زیان میں آنا پڑے گا۔

اس اعتبار سے یہ ممانعت شفقت و خیر خواہی پر مبنی ہوئی، نہ کہ حکمِ شرعی کے طور پر۔

---

[1] اس لئے اس کا کھانا حرام کا ارتکاب و گناہ کبیرہ نہ ہوا، اور حقیقی معصیت نہ ہوئی، بلکہ ظاہراً و صورتاً معصیت ہوئی، کیونکہ مقربین کی معمولی کوتاہی پر بھی زیادہ مواخذہ ہوجاتا ہے، اوروں کے حق میں شائد اس شفقت والی ممانعت کی خلاف ورزی معصیت نہ ہوتی، لیکن حضرت آدم کے رتبے کے لحاظ سے اللہ جل شانہ نے اسے معصیت کے لفظ سے ہی یاد فرمایا ؏

مقربین را بیش بود حیرانی

جن کے رتبے ہوں سوا، ان کی مشکل ہے سوا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى

پہلے توبہ قبول کرنے کا ذکر ہے، پھر اگلی آیت میں زمین پر اتارے جانے کا ذکر ہے، اس سے واضح ہوا کہ زمین پر اتارا جانا سزا کے طور پر نہ تھا، کیونکہ توبہ قبول کرلی گئی تھی، ان کو پھر مقربیت اور خصوصیت کا مقام عطا فرمادیا گیا تھا، بلکہ منصبِ خلافت جو ان کو عطا فرمایا تھا، اور زمین سے متعلق تھا، اس کے تقاضے پورا کرنے کے لئے اتارا گیا۔ [1]

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ. وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ(سورة الحج، رقم الآيات ۲۳ و ۲۴)

ترجمہ: بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے باغوں میں داخل کرے گا

---

[1] المسألة الثانية :الشبع والرى والكسوة والاكتنان فى الظل هى الأقطاب التى يدور عليها أمر الإنسان.فذكر الله تعالى حصول هذه الأشياء له فى الجنة من غير حاجة إلى الكسب والطلب وذكرها بلفظ النفى لأضدادها التى هى الجوع والعرى والظمأ والضحى ليطرق سمعه شيئا من أصناف الشقوة التى حذره منها حتى يبالغ فى الاحتراز عن السبب الذى يوقعه فيها، وهذه الأشياء كلها كأنها تفسير الشقاء المذكور فى قوله:فتشقى ....واعلم أن واقعة آدم عجيبة وذلك لأن الله تعالى رغبه فى دوام الراحة وانتظام المعيشة بقوله :فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى إن لك ألا تجوع فيها ولا تعرى وأنك لا تظمؤا فيها ولا تضحى ورغبه إبليس أيضا فى دوام الراحة بقوله :هل أدلك على شجرة الخلد وفى انتظام المعيشة بقوله : وملك لا يبلى فكان الشىء الذى رغب الله آدم فيه هو الذى رغبه إبليس فيه إلا أن الله تعالى وقف ذلك على الاحتراس عن تلك الشجرة وإبليس وقفه على الإقدام عليها...... ......وههنا بحث لا بد منه وهو أن ظاهر القرآن وإن دل على أن آدم عصى وغوى لكن ليس لأحد أن يقول :إن آدم كان عاصيا غاويا، ويدل على صحة قولنا أمور :أحدها :قال العتبى :يقال لرجل قطع ثوبا وخاطه قد قطعه وخاطه، ولا يقال: خائط ولا خياط حتى يكون معاودا لذلك الفعل معروفا به، ومعلوم أن هذه الزلة لم تصدر عن آدم عليه السلام إلا مرة واحدة فوجب أن لا يجوز إطلاق هذا الاسم عليه .وثانيها :أن على تقدير أن تكون هذه الواقعة إنما وقعت قبل النبوة، لم يجز بعد أن قبل الله توبته وشرفه بالرسالة والنبوة، إطلاق هذا الاسم عليه كما لا يقال لمن أسلم بعد الكفر إنه كافر بمعنى أنه كان كافرا (تفسرى الكبير للرازى، سورة طه، تحت رقم الآيات ۱۱۷ الى ۱۲۲)

قوله تعالى :وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً العَزْمُ فى اللغة :توطينُ النفس على الفعل.

وفى المعنى أربعة أقوال 1 :أحدها :لم نجد له حفظاً، رواه العوفى عن ابن عباس، والمعنى: لم يحفظ ما أُمِر به .والثانى :صبراً، قاله قتادة، ومقاتل، والمعنى :لم يصبر عمَّا نُهى عنه .والثالث:حزماً، قاله ابن السائب .قال ابن الأنبارى :وهذا لا يُخرج آدم من أُولى العزم، وإنما لم يكن له عزم فى الأكل فحسب . والرابع :عزماً فى العَوْد إلى الذَّنب، ذكره الماوردى(زاد المسير، ج۳، ص۱۷۸)

Idara Ghufran

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں انھیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائیں جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا، اور ان کو یہ سب کچھ اس لئے ملے گا کہ دنیا میں انھیں ہدایت وتوفیق مل گئی تھی پاکیزہ قول کو قبول کرنے کی اور انھیں ہدایت وتوفیق مل گئی تھی خدائے ستودہ صفات کے راستے کو اپنانے کی (سورہ حج)

وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ

ان اہلِ جنت نے پاکیزہ اقوال کی راہ پائی، اور اللہ تعریفوں کے لائق کے راستے کی راہ پائی۔

اہلِ جنت کے باہم مکالمے اور گفت وشنید اور فرشتوں کے ساتھ ان کے مکالمے کے جو اقتباسات قرآن نے محفوظ کئے ہیں، بظاہر وہ مراد ہیں کہ یہ پاکیزہ اقوال وکلمات اس پاکیزہ مقام پر ان پاکیزہ قدوسی صفات انسانوں کا تکیہ کلام ہوں گے، جو یہ ہیں:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ (سورة الفاطر، رقم الآية ۳۴)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کردیا بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے (سورہ فاطر)

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (سورة الزمر، رقم الآية ۷۴)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کردیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں پھر کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا (سورہ زمر)

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ (سورة الاعراف، رقم الآية ۴۳)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ فرماتا (سورہ اعراف)

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ. سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الدَّارِ (سورة الرعد، رقم الآيات ۲۳ و ۲۴)

ترجمہ:اوران کے پاس فرشتے ہردروازے سے آئیں گے،کہیں گےتم پرسلامتی ہوتمہارے صبرکرنے کی وجہ سے پھرآخرت کا گھرکیا ہی اچھاہے(سورہ رعد)

قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ . فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ (سورة الطور، رقم الآيات ۲۶، ۲۷)

ترجمہ: کہیں گےہم تواس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے، پس اللہ نے ہم پر احسان کیااورہمیں لُو کےعذاب سے بچالیا(سورہ طور)

قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتَ لَتُرْدِينِ، وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ (سورة الصافات، رقم الآيات ۵۶ و ۵۷)

ترجمہ: کہے گا کہ خدا کی قسم!اوراگرمیرے پروردگار کی مہربانی نہ ہوتی تو میں بھی ان میں ہوتا جو(عذاب میں) حاضر کئے گئے ہیں،تو تو مجھے ہلاک ہی کرچکا تھا(سورہ صافات)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین ابوصہیب

وضو کے فضائل واحکام

وضو کی فضیلت وتاثیر سے متعلق چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ، فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ(رَوَاهُ الْبُخَارِی بَابُ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ رقم الحديث ۱۱۴۲)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگادیتا ہے جب وہ سوتا ہے اور ہر گرہ پر یہ پھونک دیتا ہے کہ ابھی رات بہت باقی ہے اس لئے سو یارہ، پھر اگر وہ بیدار ہوکر اللہ کا ذکر کرلے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کرلے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر اگر اس نے نماز پڑھی لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، تو اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ ہشاش بشاش، اور چست وپھرتیلا ہوتا ہے ورنہ مردہ دل (یعنی مرجھایا ہوا) اور سست ہوکر اٹھتا ہے (بخاری)

تشریح......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان جب سویا ہوا ہوتا ہے، تو شیطان اسے بہلا، پھسلا کر نیند کا میٹھا ہونا، اور آرام کا پیارا ہونا یاد دلا کر کافی دیر تک سلائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سوکر اٹھتے وقت انسان پر طبعی اعتبار سے جو سستی ہوتی ہے، وہ شیطان کے اسی گرہ لگانے کا اثر ہوتا ہے۔

پھر اسی حدیث سے ان شیطانی اثرات اور طبعی سستی کو دور کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہوا، اور وہ یہ کہ تین اعمال کرنے سے وہ شیطانی اثرات اور طبعی سستی مکمل طور پر دور ہوجاتی ہے، ہر عمل سے شیطانی اثرات اور

Idara Ghufran

طبعی سستی کا ایک تہائی حصہ دور ہوتا ہے۔

ایک حصہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے دور ہو جاتا ہے، ذکر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا، سبحان اللہ کہنا، اللہ اکبر کہنا، لا الہ لا اللہ کہنا وغیرہ بھی شامل ہے، استغفر اللہ کہنا، یا استغفار کے اور کلمات کہنا بھی شامل ہے، اور سو کر اٹھنے کی مسنون دعا پڑھنا بھی شامل ہے، سو کر اٹھنے پر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

”الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُورُ“ (بخاری، رقم الحدیث ۶۳۱۴، باب وضع الید الیمنی تحت الخد الأیمن)

چنانچہ سوتے ہوئے جب انسان کی آنکھ کھلے، تو اسے کچھ نہ کچھ اللہ کا ذکر ضرور کر لینا چاہئے، اور جب بیدار ہونے کے وقت پر آنکھ کھلے تو یہ مسنون دعا پڑھنی چاہئے۔

شیطانی اثرات اور طبعی سستی کا دوسرا حصہ وضو کرنے سے دور ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شیطانی اثرات کو دور کرنے میں وضو بھی مؤثر عمل ہے، شیطانی اثرات اور طبعی سستی کا تیسرا حصہ نماز پڑھنے سے دور ہو جاتا ہے۔ اور یہ تین اعمال کرنے سے شیطان کے تین گرہ لگانے کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں، اور انسان ہشاش بشاش اور چست و پھرتیلا ہو کر اٹھتا ہے، ورنہ مردنی اور سستی کے ساتھ اٹھتا ہے۔

حضرت جعید سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سائب کو فرماتے ہوئے سنا کہ

ذَهَبَتْ بِی خَالَتِی إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِی وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِی وَدَعَا لِی بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَیْنَ كَتِفَیْهِ، مِثْلَ زِرِّ الحَجَلَةِ (رَوَاهُ الْبُخَارِی بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِیِّ المَرِیضِ لِیُدْعَی لَهُ رقم الحدیث ۵۶۷۰)

ترجمہ: مجھے میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئیں، عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ میری بہن کا لڑکا بیمار ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو فرمایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو پی لیا، اس کے بعد آپ کے پس پشت کھڑا ہو گیا، تو میں نے مہر نبوت کو دیکھ لیا، جو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان حجلہ یعنی چھپر کھٹ کے پردہ کی گھنڈی (یعنی دلہن کے پلنگ کی سیج کی گھنڈی) کی طرح تھی (بخاری)

Idara Ghufran

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو سے بچا ہوا پانی پینا بھی باعثِ برکت ہے، خصوصاً جب کسی نیک اور متقی انسان کے وضو کا بچا ہوا پانی ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ -أَوِ الْمُؤْمِنُ -فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ -أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ -أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ (رواہ مسلم بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ الْوُضُوءِ رقم الحدیث ۳۲''۲۴۴'')

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان یا (فرمایا کہ) مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کئے پانی کے ساتھ یا (فرمایا کہ) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ، پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ جو انہوں نے کسی چیز کو پکڑ کر کئے جھڑ جاتے ہیں پانی کے ساتھ یا (فرمایا کہ) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ، پھر جب وہ اپنے پاؤں کو دھوتا ہے تو پاؤں جن گناہوں کی طرف چل کر گئے وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا (فرمایا کہ) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے (مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ الْوُضُوءِ رقم الحدیث ۳۳''۲۴۵'')

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اچھی طرح پورا پورا وضو کیا تو اس کے تمام بدن سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی

Idara Ghufran

نکل جاتے ہیں (مسلم)

تشریح...... مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ وضو کرنے سے انسان کے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، خصوصاً وہ گناہ جو وضو کے دوران دھوئے جانے والے اعضا سے صادر ہوں۔

اس لئے وضو اہتمام کے ساتھ کرنا چاہئے، اور اس کی سنتوں اور آداب کا خیال رکھتے ہوئے مکمل وضو کرنا چاہئے، اور اس کے جو فضائل بیان کئے گئے ہیں، ان کے حصول کی نیت وارادے سے وضو کرنا چاہئے۔

فقط۔ واللہ الموفق

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ:چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۵۱ھ:میں حضرت ابوطالب علی بن حیدرۃ بن جعفر حسینی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۲۵۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۵۱ھ:میں مشہور بادشاہ خوارزم شاہ اتسز بن محمد بن نوشتکین کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۳۲۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۵۶ھ : میں حضرت ابوحکیم ابراہیم بن دینار نہروانی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۳۹۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۵۹ھ:میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن حسین بن محمد بن حسین بن علی بن یعقوب مروزی زاغولی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۴۹۳،تذکرۃ الحفاظ، ج۴ص ۸۹،طبقات الحفاظ للسیوطی، ج ۱ص ۴۷۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۶۲ھ:میں حضرت ابوعاصم قیس بن محمد بن اسماعیل اصبہانی سویقی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۴۹۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۶۳ھ:میں حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ بن سعد بن حسن بن قاسم بن علقمہ بن نضر بن معاذ شافعی صوفی بکری تیمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۴۷۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۶۵ھ:میں حضرت ابوالمکارم عبدالواحد بن محمد بن مسلم بن حسن بن ہلال ازدی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۵۰۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۶۷ھ:میں حضرت ابوالمکارم مبارک بن محمد بن معمر باذرائی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۴۹۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۶۸ھ:میں حضرت ابومنصور جعفر بن عبداللہ بن قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن دامغانی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۰ص ۴۹۵)

Idara Ghufran

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۶۸ھ: میں حضرت ابوالمکارم محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن طاہر بن حسین خزاعی حریمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ص۵۸۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۷۹ھ: میں مشہور شاعر ابوعبداللہ محمد بن بختیار جوہری کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج۲۱ص۱۳۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۹۰ھ: میں حضرت ابومحمد قاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد رعینی اندلسی شاطبی ضریر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۱ص۲۶۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۹۵ھ: میں حضرت ابوجعفر محمد بن اسماعیل بن محمد بن ابوالفتح طرسوسی اصبہانی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۱ص۲۴۵)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۹۷ھ: میں حضرت ابومحمد ابن الفرس عبدالمنعم بن محمد انصاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۱ص۳۶۵)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۵۹۷ھ: میں حضرت ابوالقاسم تمیم بن ابی بکر احمد بن احمد ازجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ص۲۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار　　امام شافعی رحمہ اللہ (قسط ۲)　　مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس میں

امام شافعی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم مکہ میں ہی حاصل کی تھی، اس زمانہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کی توجہ فصاحت وبلاغت، عربی ادب اور قبیلہ بنو ہذیل کے شعراء کے اشعار کی طرف بھی رہی، یہ قبیلہ عرب کے فصیح قبائل میں سے تھا، روایت ہے کہ امام صاحب نے ان لوگوں کے ساتھ ایک لمبا عرصہ گزارا ہے، اسی وجہ سے اس زمانہ میں امام صاحب شعر گوئی، ادب اور فصاحت وبلاغت پر مشتمل قصہ گوئی میں مشغول ہو گئے۔

مکہ کے قیام کے زمانہ میں ہی ایک دن آلِ زبیر کے ایک بزرگ نے امام صاحب سے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! مجھ پر یہ بات گراں گزر رہی ہے کہ آپ اس فصاحت اور سمجھ داری کے باوجود دین میں سمجھ بوجھ سے ناواقف اور محروم رہو، آپ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کر کے اپنے وقت کے امام اور رہبر بن سکتے ہو۔

امام شافعی نے اُن صاحب سے پوچھا کہ اس زمانہ میں کون ایسے صاحبِ علم ہیں، جن کے پاس میں علم سیکھنے کے لئے جاؤں؟ تو ان صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ اس وقت مسلمانوں کے امام، امام مالک ہیں، جو مدینہ میں قیام پذیر ہیں۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں اتر گئی، اور میں نے نو راتوں میں امام مالک کی کتاب ''موطا'' کو یاد کر لیا۔

پھر امام صاحب مکہ کے گورنر کے پاس گئے، اور گورنر سے ایک سفارشی خط امام مالک رحمہ اللہ کے نام حاصل کیا، اور دوسرا سفارشی خط مدینہ کے گورنر کے نام حاصل کیا، اور امام صاحب نے مدینہ کے گورنر سے یہ درخواست کی کہ امام مالک کو اپنے پاس بُلوا کر میرے بارے میں سفارش کر دیں۔

مدینہ کے گورنر نے امام شافعی سے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ میں آپ کو اپنے خادموں کے ساتھ لے کر امام مالک کے دروازے پر جاؤں، اور ہم اُن کے دروازے پر بیٹھ جائیں، یہاں تک کہ جب ہم گرد آلود ہو جائیں، تو امام مالک ہمیں ملاقات کی اجازت دیں۔

Idara Ghufran

چنانچہ مدینہ کے گورنر اپنے خادموں کے ساتھ امام شافعی کو لے کر امام مالک کے دروازے پر پہنچ گئے، اور دروازے پر ہی بیٹھ گئے، اور ملاقات کی اجازت طلب کی۔

ایک باندی دروازے پر آئی، اور کہا کہ امام صاحب (یعنی امام مالک) کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ لوگوں نے کوئی مسائل پوچھنے ہیں تو لکھ کر دے دو، میں جواب دے دوں گا۔

گورنر مدینہ نے کہا کہ کسی ضرورت سے گورنر مکہ نے ایک خط امام مالک کے نام بھجوایا ہے، وہ لے کر ہم حاضر ہوئے ہیں۔ باندی یہ جواب لے کر اندر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد امام مالک رحمہ اللہ خود باہر تشریف لائے، تو گورنر مدینہ نے وہ سفارشی خط امام مالک کے حوالہ کیا، امام صاحب نے خط لے کر پڑھنا شروع کیا، اور جب سفارشی عبارت پر پہنچے تو فرمایا کہ:

''سبحان اللہ! اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم سفارشوں سے حاصل کیا جانے لگا ہے''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام مالک رحمہ اللہ کی ہیبت سے گورنر مدینہ کچھ بول نہیں پارہے تو میں خود آگے بڑھا، اور میں نے عرض کیا کہ میں مطلبی آدمی ہوں، اور یہ سفارش میرا ہی واقعہ ہے۔

امام مالک نے کچھ لمحوں کے لئے مجھے دیکھا، اور اپنی فراست سے مجھے پہچانتے ہوئے مجھ سے میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا کہ ''محمد''۔ امام مالک نے فرمایا کہ:

''اے محمد! اللہ سے تقویٰ اختیار کرو، اور گناہوں سے بچو، کیونکہ آئندہ تمہیں بڑی عزت اور مرتبہ حاصل ہونے والا ہے''

امام مالک کی اس نصیحت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین سیکھنے میں تقویٰ اختیار کرنے کا بڑا دخل ہے، اور تقویٰ گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔

پھر امام مالک نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، کل تم خود بھی آنا، اور اپنے ساتھ ایک آدمی لے آنا، جو تمہارے لئے موطا پڑھے۔

میں نے عرض کیا کہ میں خود موطا کی قرائت کرلوں گا۔

چنانچہ میں امام مالک کے درس میں زبانی پڑھتا تھا، اور کتاب میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میں موطا حفظ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کر چکا تھا، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ اس سے بہت خوش ہوئے۔

امام صاحب میرے پڑھنے کو پسند فرماتے تھے، پھر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مجھ پر امام مالک کی ہیبت کا غلبہ ہوتا، اور میں پڑھنا بند کرنا چاہتا، تو امام صاحب فرماتے کہ اے جوان! پڑھتے رہو، چنانچہ میں امام صاحب کی وفات تک مدینہ میں ہی قیام پذیر رہا۔

امام شافعی کے مدینہ آنے کے واقعہ کے سلسلہ میں مصعب زبیری کی ایک دوسری روایت بھی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ امام شافعی جب مدینہ آئے، تو کیونکہ آپ بہترین فصاحت وبلاغت کے مالک اور عربی زبان سے واقف تھے، اس لئے مسجد میں بیٹھ کر شعر سُنانے لگے۔

مصعب زبیری کے والد نے امام شافعی سے ایک دن کہا کہ آپ قریشی ہونے کے باوجود صرف شعروشاعری ہی کہتے رہو گے۔

امام شافعی نے ان سے پوچھا کہ پھر میں کیا کروں؟

تو انہوں نے کہا کہ آپ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے"

امام شافعی نے مصعب زبیری کے والد سے پوچھا کہ میں دین کی سمجھ کس سے حاصل کروں؟

تو انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے امام، مالک بن انس سے۔

چنانچہ امام شافعی اس کے بعد امام مالک رحمہ اللہ کے درس میں جانے لگے، اور امام مالک نے بھی امام شافعی کو اپنے قریب جگہ دی۔

کچھ دنوں بعد امام شافعی نے مصعب زبیری کے والد سے کہا کہ امام مالک فرماتے ہیں کہ:

ہمارا مسلک وہ ہے، جس پر ہمارے شہر (یعنی مدینہ) والے ہیں، اور جس پر راشدین مہدیین، مسلمانوں کے امام ہیں"

اس کا کیا مطلب ہے؟

تو مصعب زبیری کے والد نے کہا کہ امام مالک کے نزدیک دین میں معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، جن کا انتقال مدینہ میں ہوا ہے۔

اس کے بعد امام شافعی کُھلے دل سے امام مالک کے درس میں شریک ہونے لگے، اور امام مالک سے مکمل

Idara Ghufran

موطا سنی۔

اس کے بعد امام شافعی مدینہ سے عراق کی طرف تشریف لے گئے، اور عراق میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد امام محمد بن حسن کی مجلس میں پہنچ گئے۔

امام شافعی کے عراق میں قیام کے زمانہ کے اقوال قولِ قدیم کہلاتے ہیں، اور یہی کتابِ زعفرانی بھی ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج۱۰،ص۱۴، ترتیب المدارک وتقریب المسالک، لابی الفضل القاضی عیاض، متوفی ۵۴۴ ہجری، ج۳،ص۱۷۶،وص۱۷۷،وص۱۷۹) ل

ل حدثنا الربيع :سمعت الشافعي يقول : قدمت على مالك، وقد حفظت (الموطأ) ظاهرا، فقلت :أريد سماعه، قال :اطلب من يقرأ لک. فقلت :لا عليک أن تسمع قراء تي، فإن سهل عليک، قرأت لنفسي (سير اعلام النبلاء، ج١٠، ص١٤)

ثم قال خرجت من المكتب فقدمت هذيلاً أتعلم كلامها، وكانت أفصح العرب، فبقيت فيهم سبعة عشر عاماً، راحلاً برحلتهم ونازلاً بنزولهم .فلما رجعت إلى مكة جعلت أنشد الأشعار وأذكر الآداب والأخبار، وأيام العرب، فمر بي رجل من الزبيريين فقال لي :يا أبا عبد الله، عزّ عليّ أن يكون مع هذه الفصاحة والذكاء فقع، فتكون قد سدت أهل زمانک .فقلت :من بقي يقصد .فقال لي :هذا مالک سيد المسلمين يومئذ . فوقع في قلبي، وعمدت إلى الموطأ فاستعرضته وحفظته في تسع ليال، ثم دخلت إلى والي مكة فأخذت كتابه إلى مالک وكتابه إلى والي المدينة، وقلت له :تبعثه إلى مالک يأتيک فتوصيه بي.

فقال :يا ليتني إذا ركبت إليه مع حشمي معک، حتى نأتي بابه ونجلس عليه، حتى تضرب وجوهنا الريح بتراب العقيق أذن لنا؟

فلما صلينا ركب معي إليه، وصرت معه حتى أتينا العقيق، وكان منزله بمن معه وجلس على بابه، واستأذن. فخرجت إليه جارية، فقالت الشيخ يقول لک :إن كنت تريد المسائل فاكتبها في رقعة أجبک عنها .فقال لها قولي له إن الأمير قد كتب إلي في حاجة فدخلت فأبطأت ثم التفت إلي وقال ألم أقل لک؟ قلت :بلى .ثم خرج مالک وجلس وقال ما شاء الله .فناوله الأمير الكتاب فلما بلغ موضع الشفاعة رمى به ثم قال :يا سبحان الله !وصار علم رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤخذ بالوسائل !قال :فرأيت الوالي قد تهيبه أن يكلمه .فتقدمت إليه وقلت أصلحک الله أني رجل مطلبي، ومن حالي وقصتي فلما سمع كلامي نظر إلي ساعة، وكانت له فراسة، فقال لي :ما اسمک؟ قلت محمد .قال يا محمد اتق الله واجتنب المعاصي فإنه سيكون لک شأن من الشأن .ثم قال :نعم وكرامة .إذا كان غداً تجيء وتجيء بمن يقرأ لک الموطأ .قلت فإنني أقوم بالقراء ة .قال :فقدمت عليه وابتدأت قراء ته ظاهراً، والكتاب في يدي فلما تهيبت مالكاً وأردت قطع القراء ة وقد أعجبته قراء تي، قال بالله يا فتى زد .حتى قرأت عليه في أيام يسرة، فأقمت بالمدينة إلى أن توفي رحمه الله تعالى.

فترک الشافعي ما كان فيه، وسمع الموطأ من مالک، وسرّ به مالک .ثم سار الشافعي إلى العراق، فلزم محمد بن الحسن وناظره على مذهب أهل المدينة .وكتب كتبه ورتب هناک قوله القديم، وهو كتاب الزعفراني (ترتيب المدارک وتقريب المسالک، لابي الفضل القاضي عياض، متوفى ٥٤٤هجرى، ج٣، ص١٧٦، وص١٧٧، وص١٧٩)

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط۲) مولانا محمد ناصر

’’صدیق‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب

متعدد احادیث وروایات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب ’’صدیق‘‘ بتلایا گیا ہے۔

پھر بعض احادیث میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے معراج کے موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ’’صدیق‘‘ قرار دے کر اُن کے بہت زیادہ سچا، یا بہت زیادہ تصدیق کرنے والا ہونے کی پیشین گوئی فرمادی تھی۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ :إِنَّ قَوْمِي لَا يُصَدِّقُونِي ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ :يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ، وَهُوَ الصِّدِّيقُ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۱۷۳، الابانة الكبرىٰ لابن بطة، رقم الحديث ۱۴۶، باب ذكر السبب الذى سمى به أبو بكر الصديق، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، رقم الحديث ۱۱۶، ورقم الحديث ۵۴۰)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل (علیہ السلام) سے معراج کی رات میں فرمایا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو جبریل (علیہ السلام) نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے، اور وہ صدیق ہیں (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :يَا جِبْرِيلُ، إِنَّ قَوْمِي يَتَّهِمُونِي وَلَا يُصَدِّقُونِي قَالَ :إِنِ اتَّهَمَكَ قَوْمُكَ، فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ يُصَدِّقُكَ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۱۴۸)[2]

---

[1] قال الطبرانی: لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مِسْعَرٍ إِلَّا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، تَفَرَّدَ بِهِ :إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ.

[2] قال الطبرانی: لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ إِلَّا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَقْلَابٍ، تَفَرَّدَ بِهِ :أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُفَضَّلِ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل (علیہ السلام) سے فرمایا کہ میری قوم مجھ پر تہمت لگائے گی، اور میری تصدیق نہیں کرے گی، تو جبریل (علیہ السلام) نے کہا کہ اگر آپ کی قوم نے آپ پر تہمت لگائی، تو ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے (طبرانی)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معراج کے موقع پر صدیق کا لقب دیے جانے کا ذکر حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۲]

اور اگرچہ ان روایات کی الگ الگ سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن ایک دوسرے کی تائید کرنے کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الهيثمي: وعن أبي هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -ليلة أسرى به " :إن قومي لا يصدقوني ."فقال له جبريل " :يصدقك أبو بكر، وهو الصديق ."رواه الطبراني في الأوسط.

وفي رواية عنده " :إن قومي يتهموني ."وفي أحد إسناديه أبو وهب، عن أبي هريرة، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤٢٩٨، و ١٤٢٩٩، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه)

[۲] حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغِفَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ، إِلَّا وَجَدْتُ فِيهَا اسْمِي :مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ مِنْ خَلْفِي (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ٦٦٠٧، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٢٠٩٢)

قال الهيثمي: رواه أبو يعلى والطبراني في الأوسط، وفيه عبد الله بن إبراهيم الغفاري، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤٢٩٦، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه)

وقال البوصيري: رواه أبو يعلى الموصلي بسند ضعيف لضعف عبد الرحمن بن زيد بن أسلم وله شاهد من حديث ابن عمر رواه البزار (اتحاف الخيرة، تحت رقم الحديث ٦٥٤٩)

قُتَيْبَةُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ، مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلا وَجَدْتُ اسْمِي فِيهَا مَكْتُوبًا :مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ."

قَالَ الْبَزَّارُ :عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ، إِنَّمَا يُكْتَبُ عَنْهُ مَا لا يُحْفَظُ عَنْ غَيْرِهِ (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٢٤٨٢)

قال الهيثمي: وعن ابن عمر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-لما عرج بي إلى السماء، ما مررت بسماء إلا وجدت اسمي فيها مكتوبا :محمد رسول الله، أبو بكر الصديق ."

رواه البزار، وفيه عبد الله بن إبراهيم الغفاري، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤٢٩٧، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه)

Idara Ghufran

وجہ سے محدثین نے اسے حسن درجے میں داخل مانا ہے۔ [1]

اور حضرت ابو یحییٰ حکیم بن سعد سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ "يَحْلِفُ :لَلَّهُ أَنْزَلَ اسْمَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيقُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۴، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۴۴۰۵) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم! اللہ نے ابو بکر کا نام آسمان سے صدیق نازل کیا ہے (طبرانی)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے ''صدیق'' کا لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے ہی مقرر تھا۔

جبکہ بعض دوسری احادیث میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کا لقب دیے جانے کی یہ وجہ بتلائی گئی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے معجزے کی سب سے پہلے تصدیق

---

[1] أبو هريرة عرج بی السماء فما مررت بسماء إلا وجدت فيها اسمی محمد رسول الله وأبو بكر الصديق من خلفی فيه عبد الله بن إبراهيم يضع عن عبد الرحمن بن زيد ضعيف قلت عبد الله أخرج له أبو داود والترمذی والحديث له شواهد عن ابن عمر وابن عباس وعلی وأبی الدرداء وأنس والبراء وأبی سعيد (تذكرة الموضوعات للفتنی، ص ۹۳)

حديث عرج بی إلى السماء فما مررت بسماء إلا وجدت فيها اسمی مكتوبا محمد رسول الله وأبو بكر الصديق من خلفی (عد) من حديث أبی هريرة وفيه عبد الله ابن إبراهيم الغفاری (تعقب) بأن الغفاری روى له أبو داود والترمذی والحديث له شواهد كثيرة من حديث أبی سعيد أخرجه الخطيب ومن حديث ابن عباس أخرجه ابن شاهين فی السنة والخطيب (قلت) قال الذهبی فی الميزان سند الخطيب ثقات ولا أدری من تعس فيه والله أعلم ومن حديث ابن عمر أخرجه البزار ومن حديث أبی الدرداء أخرجه الدارقطنی فی الأفراد والخطيب ومن حديث أنس والبراء بن عازب أخرجهما ابن عساكر ومن مرسل الحسن أخرجه الختلی فی الديباج وأسانيدها ضعيفة يشد بعضها بعضا فيلتحق الحديث بدرجة الحسن (تنزيه الشريعة المرفوعة، ج ۱، ص ۳۷۲)

[2] قال الهيثمی: وعن حكيم بن سعد قال :سمعت عليا يحلف :لله أنزل اسم أبی بكر من السماء الصديق. رواه الطبرانی، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۲۹۵، كتاب المناقب، باب مناقب أبی بكر الصديق رضی الله عنه)

وقال الحاكم: لَوْلَا مَكَانُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ السَّعِيدِيِّ مِنَ الْجَهَالَةِ لَحَكَمْتُ لِهَذَا الْإِسْنَادِ بِالصِّحَّةِ وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

وقال الذهبی: لولا جهالة محمد بن سليمان السعيدی شيخ إسحاق السلولی لحكمت بصحته.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی تھی۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لَمَّا أُسْرِىَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ آمَنُوْا بِهِ وَصَدَّقُوْهُ، وَسَعٰى رِجَالٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِلٰى أَبِى بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالُوْا :هَلْ لَّكَ إِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِىَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ :أَوَقَالَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا :نَعَمْ، قَالَ :لَئِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوْا :أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُّصْبِحَ؟ فَقَالَ :نَعَمْ، إِنِّىْ لَأُصَدِّقُهُ فِىْ مَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ أُصَدِّقُهُ فِىْ خَبَرِ السَّمَاءِ فِىْ غُدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذٰلِكَ سُمِّىَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم) [۱]

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ اقصیٰ کی طرف (معراج کی رات میں) سیر کرائی گئی، تو صبح کو لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی، کئی ان لوگوں نے بھی اس (واقعہ) کا انکار کیا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے تھے، اور مشرکین میں سے بعض لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ اپنے ساتھی (محمد) پر یقین کرتے ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں رات میں بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا واقعی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات فرمائی ہے؟ مشرکین نے کہا کہ ہاں! حضرت ابوبکر رضی

---

[۱] رقم الحدیث نمبر ۴۴۵۸، ج۳ص ۸۱، و رقم الحدیث ۴۴۰۷، دلائل النبوة للبیهقی ج۲ص ۳۶۰، معرفة الصحابة لابی نعیم، رقم الحدیث ۶۹ .

قال الحاکم تحت حدیث رقم ۴۴۰۷: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .

وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

وقال الحاکم تحت رقم الحدیث ۴۴۵۸: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ، فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ كَثِيرٍ الصَّنْعَانِيَّ صَدُوقٌ .

وقال الألبانی :الصنعانی فیه ضعف من قبل حفظه ، و لذلک أورده الذهبی فی "الضعفاء "و قال " :ضعفه أحمد . "و قال الحافظ فی "التقریب " : "صدوق کثیر الغلط . "قلت :فمثله لا یحتج به إذا انفرد ، لکنه قد توبع کما یأتی ، فحدیثه لذلک صحیح(السلسلة الصحیحة للالبانی ،تحت حدیث رقم ۳۰۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے واقعی یہ بات فرمائی ہے تو درست فرمائی ہے، مشرکین نے کہا کہ کیا آپ ان کی اس بات میں تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات میں بیتُ المقدس کی طرف گئے، اور صبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں تو ان کی اس سے بھی دور والی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں، جو وہ آسمان کی خبریں صبح یا شام (بذریعہ وحی) بتلاتے ہیں۔

پس اس واقعہ کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ''صدیق'' رکھا گیا (حاکم، بیہقی)

کیونکہ معراج کا معجزہ ایسا تھا، کہ اس معجزے کو جلدی سے عقل کا قبول کرنا مشکل تھا، اس لئے کئی دوسرے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزے کی تصدیق کرنے میں سوچنے اور غور وفکر کرنے کی وجہ سے دیر ہو رہی تھی، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس معجزے کے خلافِ عقل ہونے کے باوجود اپنے ایمان کی طاقت سے اس معجزے کا سچا ہونا پہچان لیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزے کی تصدیق کردی، مشرکینِ مکہ کو اس پر حیرت بھی ہوئی، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے حیرت کرنے کی بالکل پرواہ نہیں کی، اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیقِ اکبر پڑ گیا، صدیقِ اکبر کے معنیٰ ہیں، بہت زیادہ سچا، یا بہت زیادہ تصدیق کرنے والا۔

اس واقعہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بلند مقام اور درجہ معلوم ہوتا ہے۔ [۱]

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معراج کے معجزے کی تصدیق کرنے کی وجہ سے صدیق کا لقب حاصل ہوا ہے، خلاصہ یہ کہ ''صدیق'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، جس کی اطلاع معراج کی رات میں حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما دی تھی، اور پھر بعد میں معراج کی تصدیق کی نسبت سے آپ کا یہ لقب مشہور ومعروف بھی ہو گیا۔

(جاری ہے............)

---

[۱] لِأَنَّ السَّبْقَ إِلَى الْمَعْرِفَةِ لِلْأَشْيَاءِ يُوجِبُ الْفَضِيلَةَ لِلسَّابِقِينَ إِلَيْهَا كَمَا وَجَبَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِسَبْقِهِ النَّاسَ إِلَى تَصْدِيقِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِتْيَانِهِ بَيْتَ الْمَقْدِسِ مِنْ مَكَّةَ وَرُجُوعِهِ مِنْهُ إِلَى مَنْزِلِهِ بِمَكَّةَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ حَتَّى سُمِّيَ بِذَلِكَ الصِّدِّيقَ، وَإِنْ كَانَ الْمُؤْمِنُونَ جَمِيعًا يَشْهَدُونَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ إِذَا وَقَفُوا عَلَيْهِ (شرح مشكل الآثار للطحاوى، تحت حديث رقم ١٣٦٧ ،باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى استغفاره يوم الحديبية للمحلقين مرتين وللمقصرين مرة)

Idara Ghufran

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ

پیارے بچو! آپ نے اپنی اسلامیات کی کتاب میں ’’بیعتِ رضوان‘‘ کا مشہور واقعہ پڑھا ہوگا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ ’’بیعتِ رضوان‘‘ کسے کہتے ہیں؟ اور یہ بیعت کس صحابی کی وجہ سے ہوئی؟

سنہ چھ ہجری یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے چھ سال بعد کا واقعہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، خانہ کعبہ کی زیارت کرنے اور خانہ کعبہ کو دیکھنے کے ارادہ سے مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے، جب مکہ کے قریب ’’حدیبیہ‘‘ کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام پہنچے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکہ کے کافروں کو یہ پیغام دینے کے لئے بھیجا، کہ ہم مکہ میں صرف خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کے لئے آئے ہیں، ہمارا لڑائی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مکہ کے کافروں کو یہ پیغام دینے کے لئے اُن کے پاس پہنچے، تو انہوں نے حضرت عثمان کو اپنے پاس روک لیا، اور یہ جھوٹی خبر مشہور ہوگئی کہ مکہ کے کافروں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خبر سے بہت تکلیف پہنچی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے وعدہ لیا کہ اب ہم مکہ کے کافروں سے جنگ کر کے عثمان کے قتل کا بدلہ لیں گے۔

اس وعدے کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے۔

اسی ’’بیعتِ رضوان‘‘ کے موقعہ پر قرآن مجید کی آیت بھی نازل ہوئی، مکہ کے کافروں کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ کرنے کا ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے کے لئے اپنے آدمیوں کو بھیج دیا۔

اس صلح کو ’’صلح حدیبیہ‘‘ کہا جاتا ہے۔

اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنائے گئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ بنائے گئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے تیسرے خلیفہ بنائے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں چھ آدمیوں کے نام لیے تھے کہ میرے بعد ان چھ آدمیوں میں سے کسی ایک کو مسلمانوں کا خلیفہ بنالینا۔

ان چھ آدمیوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی تھا۔

صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کے بعد آپس میں مشورہ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا تیسرا خلیفہ بنالیا۔

جب حضرت عثمان خلیفہ بنے، تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی طرح حضرت عثمان نے بھی اسلام کو دنیا میں خوب پھیلایا، اور دنیا میں دُور دُور تک اسلام کی دعوت پہنچ گئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی اسلام میں سب سے پہلے سمندر کے راستے جہاد کرنے کے لئے مسلمانوں کی فوج تیار کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہت سے صحابہ نے قرآن مجید حفظ یاد کیا ہوا تھا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خوف سے کہ قرآن مجید کے حافظ جب فوت ہوجائیں گے، تو کہیں قرآن مجید کا کچھ حصہ ضائع نہ ہوجائے، حضرت ابوبکر نے پورا قرآن مجید اکٹھا ایک جگہ لکھوالیا، حضرت عمر کے زمانہ میں بھی وہ لکھا ہوا قرآن مجید موجود تھا، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب اسلام دُور دُور تک پھیل گیا، اور بہت سے لوگ اسلام قبول کرنے لگے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کی کئی نقلیں اور کاپیاں (Copies) تیار کرا کے دُور دُور کے مسلمان ملکوں میں پہنچادیں، اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے نسخے دنیا میں دُور دُور تک پھیلائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ باغی لوگوں نے شہید کیا تھا، جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اس کی رات کو انہوں خواب میں دیکھا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ اے عثمان! ہمارے پاس روزہ افطار کیجئے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس دن روزہ رکھا، اور روزہ کی حالت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ کچھ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

⌘ شوہر کی ناشکری کی ممانعت

معزز خواتین! ہمارے معاشرے میں بہت سے گناہ ایسے ہیں، جن میں کم وبیش پورا معاشرہ بلا کسی امتیاز اور استثناء کے مبتلا ہے، لیکن ہمارے معاشرے کے کچھ گناہ ایسے بھی ہیں، جن میں معاشرے کا ایک خاص طبقہ اور مخصوص افراد دوسروں کے مقابلے میں کثرت سے مبتلا ہیں، اور گناہ کے عام اور کثرت سے ہونے کی وجہ سے دل سے اس کے گناہ ہونے کا احساس بھی ختم ہو گیا ہے، اور اس طرف خیال نہیں جاتا کہ یہ عمل شریعت کی نگاہ میں ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔

ایسے عام ہو جانے والے گناہوں میں سے ایک گناہ ناشکری کرنے کا بھی ہے، اگرچہ آجکل معاشرے کے تمام افراد ہی ناشکری کے گناہ کا شکار نظر آتے ہیں، لیکن بالخصوص خواتین، اس گناہ میں زیادہ گرفتار ہیں۔

جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے پر عذاب سے محفوظ ہونے اور شکر کرنے کے نتیجے میں اپنی نعمت میں اضافہ کر دینے کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (سورة النساء، رقم الآية ۱۴۷)

ترجمہ: اللہ تمہیں عذاب دیکر کیا کرے گا، اگر تم شکر ادا کرو، اور ایمان لے آؤ، اور اللہ قدر دان اور انتہائی علم والا ہے (سورہ نساء)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر کرنے کا عمل عذاب سے محفوظ رکھنے کا سبب ہے۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (سورہ ابراهيم، رقم الآية ۷)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے، تو میں ضرور بالضرور تمہیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم کفرانِ نعمت (یعنی ناشکری) کرو گے، تو بے شک میرا عذاب بڑا شدید ہے (سورہ ابراہیم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر ادا کرنے میں اس نعمت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، اور

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ناشکری کرنے سے عذاب میں مبتلا ہونے کا امکان ہے۔

پھر شکر کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا، جس کے واجب اور ضروری ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے، دوسرا بندوں کی طرف سے کئے گئے احسان اور بھلائی کی وجہ سے ان کا شکرادا کرنا۔

اس دوسری قسم کی بھی شریعت نے بہت ترغیب دی ہے، بلکہ درحقیقت یہ دوسری قسم ہی، پہلی قسم کے شکر پر عمل کرنے کا سبب بنتی ہے، کیونکہ جو شخص بندوں کے احسان کے بدلے میں، انکا شکرادا نہیں کرتا، اس کو خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۹۵۴)

ترجمہ: جو شخص لوگوں کا شکر نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کرتا (ترمذی)

اوراسی طرح حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشْكَرَ النَّاسِ لِلَّهِ أَشْكَرُهُمْ لِلنَّاسِ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۸۴۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا وہ بندہ ہے، جو ان میں سب سے زیادہ لوگوں کا شکر کرنے والا ہو (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کا شکر کیے بغیر اللہ کا شکر کرنا ممکن نہیں ہے۔

معزز خواتین! لوگوں میں سے سب سے زیادہ احسانات خواتین پر عام طور پر یا تو والد کی طرف سے ہوتے ہیں، یا پھر شوہر کی طرف سے۔

والد سے کیونکہ بچپن سے ہی ایک عزت اور احترام کا رشتہ ہوتا ہے، اس لئے والد کے احسانات پر ناشکری کی نوبت خاوند کی ناشکری کرنے کے مقابلے میں کم آتی ہے، ایک تو خاوند سے بے تکلفی اور خصوصی نوعیت کا رشتہ ہونے کی وجہ سے خاوند کے احسانات کی طرف خیال کم جاتا ہے، دوسرا بعض خواتین شوہر کے احسانات تسلیم کرنے اور ماننے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہیں، اور اگر کبھی کسی موقعہ پر کسی مجبوری یا اور کسی خاص سبب سے، ان کی خواہش اور فرمائش کو بروقت پورا نہ کیا جائے، تو خاوند کے سابقہ تمام انعامات و

Idara Ghufran

احسانات کو فراموش کرکے، فوراً ناشکری کرنا شروع کر دیتی ہیں، اور لعن طعن شروع کر دیتی ہیں کہ ''جب سے آپ کے گھر قدم رکھا ہے، کبھی خوشی دیکھی ہی نہیں ہے، کبھی چین اور سکون سے رہنا نصیب نہیں ہوا، کبھی دو پل خوشحالی اور فراخی کے نہیں دیکھے'' وغیرہ وغیرہ، جبکہ یہ عمل ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے کثرت سے خواتین عذاب میں گرفتار ہونگی۔

ایک حدیث شریف میں خواتین کی اسی حالت کا بیان ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ ، يَكْفُرْنَ قِيلَ :أَيَكْفُرْنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ " :يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ :مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

(بخاری، رقم الحدیث ۲۹، بَابُ كُفْرَانِ العَشِيرِ، وَكُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک مرتبہ) مجھے دوزخ دکھلائی گئی، تو اس کی رہنے والی زیادہ تر میں نے عورتوں کو پایا، وجہ یہ ہے کہ وہ ناشکری کرتی ہیں، عرض کیا گیا، کیا اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں (اے شخص) اگر تو ان میں سے کسی ایک عورت کے ساتھ ایک زمانہ دراز تک احسان کرتا رہے، اس کے بعد وہ تم سے کوئی (ناگوار) بات دیکھ لے، تو فوراً کہہ دے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی خیر کی بات نہیں دیکھی (بخاری)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کا کثرت سے جہنم میں جانے کا ایک اہم سبب شوہر کی ناشکری اور احسان فراموشی ہے۔

اور اس ناشکری اور احسان فراموشی کا اصل سبب دنیا کی محبت اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی چاہت ہے، جب کبھی کوئی رشتہ دار یا قریبی جان پہچان والی خاتون کوئی نیا جوڑا یا زیور، یا کوئی قیمتی چیز پہن کر کسی تقریب میں آجائے، بس اس وقت سے خاوند سے اس جیسی یا اس سے بہتر چیز کا مطالبہ شروع ہوجاتا ہے، خواہ خاوند کی جیب اجازت دے یا نہ دے، اور حالات کیسے ہی تنگ کیوں نہ ہو، ان کو بہرصورت اپنا مطالبہ خواہش کے مطابق پورا کرنا ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پھر یا تو خاوند اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے کاروبار میں زیادہ نفع اور پیسے کی لالچ میں ہیرا پھیری، جھوٹ، وعدہ خلافی، حق تلافی، اور اس جیسے دوسرے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے، یا پھر قرض لے کر اپنی ذات کو ذلیل ورسوا کراتا پھرتا ہے، جس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلتا ہے کہ ایسے گھروں میں لڑائی جھگڑے، اور ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے، اور نوبت طلاق اور علیحدگی تک پہنچ جاتی ہے۔

لہٰذا ایسی حالت میں جب کسی ایسی چیز کی خواہش ہو، تو اپنے سے برتر اور مالدار لوگوں کو دیکھنے کے بجائے، اپنے سے کم تر اور غریب وتنگدست لوگوں کو دیکھنا چاہیئے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی اور شوہر کی طرف سے کئے گئے احسانات کی قدر ہو، اور ان احسانات کا ایک طرح سے نعمت ہونے کا احساس پیدا ہو۔

اللہ سب کو شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ناشکری سے بچنے کی خصوصاً شوہر کی ناشکری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نہ مانگنے کی ضمانت دینے والے کو جنت کی ضمانت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزادکردہ غلام،حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يَّتَكَفَّلُ لِيْ بِوَاحِدَةٍ وَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ. قَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا. قَالَ: لَا تَسْأَلِ النَّاسَ يَعْنِيْ شَيْئًا. قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَانَ لَا يَسْأَلُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۳٦٦، ابو داؤد، رقم الحديث ۱٦۴۳، مستدرك حاكم، رقم الحديث ۱۵۰۰)

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھے ایک چیز کی ضمانت دے گا، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں؟ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں (ضمانت دیتا ہوں) فرمایا کہ لوگوں سے سوال نہ کرنا، یعنی کسی چیز کا بھی (سوال نہ کرنا) حضرت ثوبان نے عرض کیا کہ جی ہاں، پھر حضرت ثوبان نے کسی سے (بھی کسی چیز کا) سوال نہیں کیا (مسند احمد،ابوداؤد،حاکم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ثوبان کو سوال نہ کرنے کی نصیحت اور حضرت ثوبان کا اس نصیحت پر عمل کرنے کا اثر یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا اگر چابک (سواری سے) گرجاتا اور آپ سواری پر سوار ہوتے، تو آپ کسی سے یہ بھی نہیں کہتے تھے کہ مجھے یہ (چابک) پکڑادو، بلکہ آپ خود سواری سے نیچے اُترتے، اور چابک اُٹھاتے تھے (کذافی ابن ماجہ،رقم الحدیث ۱۸۳۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بوقتِ ضرورت رشتہ دار یا سلطان وحاکم سے سوال کی اجازت

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَصْلُحُ الْمَسْأَلَۃُ لِغَنِیٍّ، إِلَّا مِنْ ذِیْ رَحِمٍ، أَوْ سُلْطَانٍ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۷۶۲)

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه عبد الله بن خراش وثقه ابن حبان، وضعفه جماعة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۵۲۹، كتاب الزكاة، باب ما جاء فی السؤال)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنے (اور مانگنے) کی مالدار کو اجازت نہیں ہے، مگر رحم والے رشتہ دار سے یا سلطان (وحاکم) سے (بوقتِ ضرورت سوال کرنے اور مانگنے کی اجازت ہے) (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الْمَسْأَلَۃَ کَدٌّ یَکُدُّ بِھَا الرَّجُلُ وَجْھَہٗ، إِلَّا أَنْ یَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا، أَوْ فِیْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْہُ (ترمذی، رقم الحديث ۶۸۱، باب ما جاء فی النهی عن المسألة، نسائی، رقم الحديث ۲۶۰۰)

ترجمہ: سوال کرنا ایک خرابی ہے کہ آدمی اس سے اپنی شخصیت کو خراب کر لیتا ہے البتہ اگر کوئی شخص حکمران سے سوال کرے یا کسی ضروری امر میں سوال کرے (ترمذی، نسائی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بغیر فقر کے سوال کرنا، انگارے کھانا ہے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَسْأَلَۃُ الْغَنِيِّ شَیْنٌ فِیْ وَجْھِہٖ، وَمَسْأَلَۃُ الْغَنِيِّ نَارٌ، إِنْ أُعْطِیَ قَلِیْلاً فَقَلِیْلٌ، وَإِنْ أُعْطِیَ کَثِیْرًا فَکَثِیْرٌ (کشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحدیث ۹۲۲، بَابُ مَسْأَلَۃِ الْغَنِيِّ)

قال المنذری: رواہ أحمد بإسناد جید والطبرانی والبزار وزاد ومسألة (الترغیب والترھیب، تحت رقم الحدیث ۱۱۹۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا مانگنا (اور سوال کرنا) اس کے چہرہ کو عیب دار کرنے کا سبب ہے، اور مالدار کا مانگنا (اور سوال کرنا) آگ (کا مانگنا اور سوال کرنا) ہے، اگر اُسے تھوڑا دیا جائے، تو تھوڑی (آگ) ہے، اور اگر زیادہ دیا جائے، تو زیادہ (آگ) ہے (بزار)

اور حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ سَأَلَ مِنْ غَیْرِ فَقْرٍ، فَکَأَنَّمَا یَأْکُلُ الْجَمْرَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۵۰۸، صحیح لغیرہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بغیر فقر (اور تنگدستی) کے سوال کیا (اور مانگا) تو گویا کہ وہ انگارے کھا رہا ہے (مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مال کا بوجھ، آخرت کی گھاٹی عبور کرنے میں رُکاوٹ ہے

حضرت اُمِ درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِأَبِی الدَّرْدَاءِ: أَلَا تَبْتَغِیْ لِأَضْيَافِکَ مَا يَبْتَغِی الرِّجَالُ لِأَضْيَافِهِمْ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَئُوْدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ فَأُحِبُّ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْکَ الْعَقَبَةِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۷۱۳)

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ. وقال الذهبی: صحیح.

ترجمہ: میں نے اپنے شوہر ابودرداء سے کہا کہ لوگ جو کچھ اپنے مہمانوں کے لئے تلاش کرتے (اور مانگتے) ہیں، آپ اپنے مہمانوں کے لئے وہ کیوں نہیں (مانگ کر) تلاش کر لیتے؟ تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے، جسے بوجھ والے عبور نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اس گھاٹی کو ہلکا پھلکا ہونے کی حالت میں عبور کر جاؤں (حاکم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مال و دولت آخرت کے اعتبار سے ایک بوجھ ہے، اور یہ بوجھ آخرت کی منزلوں کے پار کرانے میں مشکل پیدا کرے گا، اس لئے مال حاصل کرنے اور مال خرچ کرنے، دونوں میں اس کے حقوق پورے کرنے چاہئیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

سائمہ جانوروں کے نصاب سے مستحقِ زکاۃ ہونے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین وعلمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

اگر کسی شخص کی ملکیت میں سائمہ جانور نصاب کے برابر ہوں، مثلاً پانچ یا اس سے زیادہ سائمہ اونٹ ہوں، لیکن اس کی ملکیت میں سونا، چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی اور زائد از ضرورت سامان بقدرِ نصاب نہ ہو، جس کی وجہ سے اس پر عام زکاۃ واجب نہ ہو، تو کیا وہ شخص زکاۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

ایک عالم صاحب کا کہنا یہ ہے کہ وہ زکاۃ لے سکتا ہے، اس سلسلہ میں تحقیق مطلوب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

اگر کوئی شخص سونے، چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی اور اضافی سامان کے اعتبار سے تو صاحبِ نصاب یا غنی ومالدار نہ ہو، لیکن سائمہ جانوروں کے اعتبار سے وہ نصاب کا مالک اور غنی ہو، خواہ اس کی مالیت دوسو درہم کے برابر ہو یا نہ ہو، تو کیا ایسا شخص زکاۃ کا مصرف ومستحق ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں حنفیہ کے اصحابِ مذہب سے کوئی صریح فیصلہ منقول نہیں، اور مشائخِ حنفیہ کا اس بارے میں اختلاف ہے۔

اگر اس جہت سے دیکھا جائے کہ سائمہ جانوروں کا نصاب بھی شریعت کی نظر میں نہ صرف یہ کہ غناء ومالداری میں داخل ہے، بلکہ اعلیٰ درجہ کا غناء ہے، جس طریقے سے سونے وچاندی کا نصاب غناء ومالداری ہے، تو اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ مذکورہ شخص زکاۃ کا مستحق نہ ہو۔

اور اسی وجہ سے بعض مشائخِ حنفیہ اس کے قائل ہیں کہ جس شخص کی ملکیت میں کسی بھی قسم کے سائمہ جانور، نصاب کے برابر ہوں، تو وہ زکاۃ کا مستحق نہیں ہوتا۔

بلکہ متعدد مشائخِ حنفیہ نے سائمہ جانوروں کو مالِ نامی اور فارغ عن الحاجۃ الاصلیۃ قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ نجیم فرماتے ہیں کہ:

وَدَخَلَ تَحْتَ النِّصَابِ النَّامِي الْمَذْكُورِ أَوَّلًا اَلْخَمْسُ مِنَ الْإِبِلِ السَّائِمَةِ فَإِنْ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مَـلَـكَهَـا أَوْ نِصَابًا مِنَ السَّوَائِمِ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ لَا يَجُوْزُ دَفْعُ الزَّكَاةِ لَـهُ سَوَاءٌ كَانَ يُسَاوِيْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ أَوْ لَا (البحر الرائق) ۱

ترجمہ: اور مذکورہ نصابِ نامی کے تحت میں اولاً سائمہ پانچ اونٹ بھی داخل ہیں، پس اگر کوئی سائمہ پانچ اونٹوں کا مالک ہوگیا، یا دوسرے سائمہ جانوروں کے نصاب کا مالک ہوگیا، جونسے بھی سائمہ جانور ہوں (مثلاً کم از کم تیس گائے، بھینس، یا کم از کم چالیس بکریاں وغیرہ) تو اس کو زکاۃ دینا جائز نہیں، چاہے وہ (مالیت کے اعتبار سے) دوسو درہم کے برابر ہوں یا نہ ہوں (بحر)

اس کی تائید کئی دیگر مشائخِ حنفیہ کی عبارات سے ہوتی ہے۔ ۲

جن کے پیشِ نظر یہ کہا جائے گا کہ سائمہ جانوروں کے نصاب کو بھی مستقل طور پر سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت کے تابع ہوئے بغیر غناء ومالداری کے وجود میں دخل ہے۔ ۳

---

۱ ج۲ص۲۴۵، ۲۴۶، کتاب الزکاۃ، باب المصرف.

۲ فقال الحنفية: الفقير من له أدنى شيء وهو ما دون النصاب، فإذا ملك نصابا من أى مال زكوى فهو غنى لا يستحق شيئا من الزكاة، فإن ملك أقل من نصاب فهو غير مستحق (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۳ص۳۱۳، مادة "زكاة")

وقال الحنفية: هو الغنى الموجب للزكاة، فمن تجب عليه الزكاة لا يحل له أن يأخذ الزكاة، لقول النبى صلى الله عليه وسلم: إن الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فترد على فقرائهم.

ومن ملك نصابا من أى مال زكوى كان فهو غنى، فلا يجوز أن تدفع إليه الزكاة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۳ص۳۱۴، مادة "زكاة")

"ولا يجوز دفع الزكاة إلى من يملك نصابا من أى مال كان "لأن الغنى الشرعى مقدر (الهداية شرح البداية المبتدى، ج۱ص۱۱۲، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقات إليه ومن لا يجوز)

(ولا يجوز دفع الزكاة إلى من ملك نصابا من أى مال كان) ش: يعنى سواء كان من النقدين أو من العروض أو من السوائم (البناية شرح الهداية، ج۳ص۴۷۶، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقات إليه ومن لا يجوز)

قال: (ولا يجوز دفع الزكاة إلى من ملك نصابا) سواء كان من النقود أو السوائم أو العروض وهو فاضل عن حوائجه الأصلية كالدين فى النقود والاحتياج إلى الاستعمال فى أمر المعاش فى غيرهما لا يجوز دفع الزكاة إليه (العناية شرح الهداية، ج۲ص۲۷۷، ۲۷۸، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز)

۳ اوران حضرات کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں نصابِ فضہ کے ساتھ سائمہ جانوروں کے نصاب کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

جبکہ اس کے برعکس بعض مشائخِ احناف نے فرمایا کہ اگر کوئی سائمہ جانوروں کے نصاب کا مالک ہو، لیکن ان کی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کی مالیت سے کم ہو، تو اس کو زکاۃ لینا جائز ہے۔

بلکہ صاحبِ شرنبلالیہ نے سائمہ جانوروں کے نصاب کے موجود ہونے کی صورت میں جبکہ وہ دوسو درہم کی مالیت سے کم ہو، زکاۃ کے حرام ہونے کے قول کو صاحبِ بحر کا وہم قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ليس فيما دون خمسة أوسق من التمر صدقة، وليس فيما دون خمس أواق من الورق صدقة، وليس فيما دون خمس ذود من الإبل صدقة(بخاری ،رقم الحديث ۱۴۵۹)

اگرچہ یہ حدیث غناء کے پہلے درجے یعنی وجوبِ زکاۃ سے متعلق ہے، لیکن اس سے سائمہ جانوروں کے نصاب کے مالک کا غنی ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس قسم کی اور بھی متعدد احادیث موجود ہیں۔

[1] چنانچہ شرنبلالیہ میں ہے کہ:

(قوله :وغنى) أقول أى يملك نصاب فضة أو ذهب فاضلا عن حوائجه الأصلية أو يملك ما يساوى قيمة نصاب فضة أو ذهب من أى مال كان بلا شرط النماء حتى لو ملك نصاب سائمة كخمس من الإبل لا تساوى مائتى درهم جاز دفع الزكاة إليه وما وقع فى البحر خلاف هذا فهو وهم حيث قال ودخل تحت النصاب الخمس من الإبل السائمة، فإن ملكها أو نصابا من السوائم من أى مال كان لا يجوز دفع الزكاة له سواء كانت تساوى مائتى درهم أو لا وقد صرح به شراح الهداية عند قوله من أى مال كان.اهـ.

فليتنبه له وقد ذكر خلافه فى الأشباه والنظائر فى فن المعاياة فقد ناقض نفسه ولم أر أحدا من شراح الهداية صرح بما ادعاه ممن اطلعت عليه بل عبارتهم مفيدة جواز الدفع لمن ملك نصاب سائمة لا تبلغ قيمتها نصابا غير أنه قال فى العناية ولا يجوز دفع الزكاة إلى من ملك نصابا سواء كان من النقود أو السوائم أو العرض .اهـ.

فأوهم ما ذكره فى البحر وهو مدفوع؛ لأن قول العناية سواء كان . . .إلخ مقيد تقدير النصاب بالقيمة سواء كان من العرض أو السوائم لما أن العروض ليس نصابها إلا ما يبلغ قيمته مائتى درهم وقد صرح بأن المعتبر مقدار النصاب فى التبيين وغيره واستدل له فى الكافى بقول النبى -صلى الله عليه وسلم -من سأل وله ما يغنيه فقد سأل الناس إلحافا قيل وما الذى يغنيه قال مائتا درهم أو عدلها .اهـ.

فقد شمل الحديث اعتبار السائمة بالقيمة لإطلاقه وقال فى المحيط الغنى الذى يحرم الصدقة ويوجب صدقة الفطر والأضحية هو أن يملك ما يبلغ قيمته مائتى درهم من الأموال الفاضلة عن حاجته لقوله -عليه السلام -لا تحل الصدقة لغنى قيل وما الغنى يا رسول الله قال من له مائتا درهم .اهـ.

وقد نص على اعتبار قيمة السوائم فى عدة كتب من غير (وإن) ذكر خلاف فى الأشباه والنظائر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مگر صاحب درمختار نے صاحب بحر کی تائید اور شرنبلالیہ کی تضعیف کی ہے۔ [1]

اور علامہ شامی نے ردالمحتار اور منحۃ الخالق میں شرنبلالیہ اور صاحب بحر کی عبارات پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ نقدین (یعنی سونے اور چاندی) میں تو وزن کا اعتبار ہونا چاہیئے، اور نقدین کے علاوہ میں مالیت کا اعتبار ہونا چاہیئے، جس کے پیشِ نظر اگر کوئی سائمہ جانوروں کے نصاب کا مالک ہو، مگر ان کی مالیت دوسو درہم سے کم ہو تو اس پر باوجودیکہ سائمہ جانوروں کی زکاۃ واجب ہے، مگر اس کو زکاۃ کا لینا جائز ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كما ذكرنا وفى السراج الوهاج ونظم ابن وهبان وشرحه له وفى شرحه لابن الشحنة.وفى الذخائر الأشرفية.

وفى الجوهرة قال المرغينانى إذا كان له خمس من الإبل قيمتها أقل من مائتى درهم تحل له الزكاة وتجب عليه وبهذا ظهر أن المعتبر نصاب النقد من أى مال كان بلغ نصابا أى من جنسه أو لم يبلغ .اهـ .ما نقله عن المرغينانى.

(تنبيه) : قيدنا بكون النصاب فاضلا عن الحاجة تبعا للكمال وغيره حيث قال والشرط أن يكون فاضلا عن الحاجة ثم قال أما إذا كان له نصاب ليس ناميا وهو مستغرق بحوائجه الأصلية فيجوز الدفع إليه كما قدمنا فيمن يملك كتبا تساوى نصبا وهو عالم يحتاج إليها أو هو جاهل لا حاجة له بها .اهـ .قلت إلا أن فى قوله أو هو جاهل لا حاجة له بها نظرا؛ لأنه عطفه على من يجوز دفع الزكاة إليه وأنه لا يجوز له لكنه لما أحال على ما تقدم وهو مفيد أن الجاهل لا يكون مصرفا بملكه كتبا علم حكمه به، وإن كان فى هذا تسامح (حاشية الشرنبلالية على درر الحكام شرح غرر الأحكام ج ا ص ١٩٠، كتاب الزكاة، باب مصارف الزكاة)

[1] (و)لا إلى (غنى) يملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلية من أى مال كان، كمن له نصاب سائمة لا تساوى مائتى درهم كما جزم به فى البحر والنهر .وأقره المصنف قائلا :وبه يظهر ضعف ما فى الوهبانية وشرحها من أنه تحل له الزكاة وتلزمه الزكاة اه .لكن اعتمد فى الشرنبلالية ما فى الوهبانية وحرر وجزم بأن ما فى البحر وهم(الدرالمختار، ج ا ص ١٤١، كتاب الزكاة،باب المصرف)

علامہ حصکفی رحمہ اللہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ وہبانیۃ اور اس کی شرح میں مذکور قول ضعیف ہے، اور شرنبلالیۃ میں اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

[2] (قوله :كما جزم به فى البحر) حيث قال :ودخل تحت النصاب النامى الخمس من الإبل فإن ملكها أو نصابا من السوائم من أى مال كان لا يجوز دفع الزكاة له سواء كان يساوى مائتى درهم أو لا، وقد صرح به شراح الهداية عند قوله من أى مال كان .اهـ.

(قوله :ما فى الوهبانية) أى فى آخرها عند ذكر الألغاز (قوله :لكن اعتمد فى الشرنبلالية إلخ) حيث قال : وما وقع فى البحر خلاف هذا فهو وهم فليتنبه له، وقد ذكر خلافه فى ألغاز الأشباه والنظائر فقد ناقض نفسه، ولم أر أحدا من شراح الهداية صرح بما ادعاه بل عبارتهم تفيد خلافه حيث إنه قال فى العناية :ولا يجوز دفع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں مشائخِ حنفیہ کے دونوں قول ہیں، اور احتیاط پہلے قول میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الزكاة إلى من ملك نصابا سواء كان من النقود أو السوائم أو العروض اهـ فأوهم ما فى البحر وهو مدفوع؛ لأن قول العناية سواء كان إلخ مفيد تقدير النصاب بالقيمة سواء كان من العروض أو السوائم لما أن العروض ليس نصابها إلا ما يبلغ قيمته مائتى درهم، وقد صرح بأن المعتبر مقدار النصاب فى التبيين وغيره، واستدل له ما فى الكافى بقوله -صلى الله عليه وسلم -من سأل وله ما يغنيه فقد سأل الناس إلحافا، قيل :وما الذى يغنيه؟ قال :مائتا درهم أو عدلها .اهـ

فقد شمل الحديث اعتبار السائمة بالقيمة لإطلاقه، وقد نص على اعتبار قيمة السوائم فى عدة كتب من غير لمعتبر نصاب النقد من أى مال كان بلغ نصابا من جنسه أو لم يبلغ ا هـ ما نقله عن المرغينانى اهـ ما فى الشرنبلالية ملخصا .ووفق ط بأنه روى عن محمد روايتان فى النصاب المحرم للزكاة هل المعتبر فيه القيمة أو الوزن؟ ففى المحيط عنه الأول، وفى الظهيرية عنه الثانى.

وتظهر الثمرة فيمن له تسعة عشر دينارا قيمتها ثلثمائة درهم مثلا فيحرم أخذ الزكاة على الأول لا على الثانى .والظاهر أن اعتبار الوزن فى الموزون لتأنيه فيه، أما المعدود كالسائمة فيعتبر فيها العدد على الرواية الثانية وعليها يحمل ما فى البحر، وعلى رواية المحيط من اعتبار القيمة يحمل ما فى الشرنبلالية وغيرها، وبه يندفع التنافى بين كلامهم اهـ.

أقول :وفيه نظر فإن قوله :أما المعدود كالسائمة فيعتبر فيها العدد هو مسلم فى حق وجوب الزكاة أما فى حق حرمة أخذها فهو محل النزاع .فقد يقال إذا كان اختلاف الرواية فى الموزون يكون المعدود معتبرا بالقيمة بلا اختلاف كما تعتبر القيمة اتفاقا فى العروض، وقد علمت أن ما ذكره فى البحر لم يصرح به شراح الهداية وإنما صرحوا بما مر عن العناية، وقد علمت تأويله مع تصريح المرغينانى بما يزيل الشبهة من أصلها فلم يحصل التنافى بين كلامهم حتى يقتحم التوفيق البعيد وإنما حصل التنافى بين ما فهمه فى البحر وبين ما صرح به غيره، والواجب الرجوع إلى ما صرحوا به حتى يرى تصريح آخر منهم، بخلافه يحصل به التنافى فحينئذ يطلب منه التوفيق فافهم(رد المحتار، ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹، كتاب الزكاة، باب المصرف أى مصرف الزكاة والعشر)

(قوله :قيدنا به) أى بقوله إذا كان قيمته أى قيمة ما دون النصاب لا تساوى نصابا (قوله :سواء كان يساوى مائتى درهم أو لا) تبعه على هذه أخوه وتلميذه فى المنح وجزم فى الشرنبلالية بأنه وهم، قال :وقد ذكر خلافه فى الأشباه والنظائر فى فن المعاياة فقد ناقض نفسه، ولم أر أحدا من شراح الهداية صرح بما ادعاه بل عبارتهم مفيدة خلافه غير أنه قال فى العناية :ولا يجوز دفع الزكاة إلى من ملك نصابا سواء كان من النقود أو السوائم أو العروض اهـ.

فأوهم ما ذكره، وهو مدفوع؛ لأن قول العناية سواء كان إلخ مفيد تفسير النصاب بالقيمة مطلقا لما أن العروض ليس نصابها إلا ما يبلغ قيمته مائتى درهم، وقد صرح بأن المعتبر مقدار النصاب فى التبيين وغيره، واستدل له فى الكافى بقوله -عليه السلام -من سأل، وله ما يغنيه فقد سأل الناس إلحافا قيل :وما الذى يغنيه قال :مائتا درهم، أو عدلها اهـ.

ونحوه فى المحيط فقد شمل الحديث اعتبار السائمة بالقيمة لإطلاقها وقد نص على اعتبار قيمة السوائم فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ہے،لیکن اگر کوئی دوسرے قول پرعمل کرتے ہوئے زکاۃ لے،تو اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے،خصوصاً جبکہ وہ ضرورت مند ہو۔فقط۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ. وَلَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا.

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان ۲/شعبان المعظم/۱۴۳۵ھ 01/جون 2014ء، بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عدة كتب من غير خلاف فى الأشباه والسراج والوهبانية وشرحها للمصنف ولابن الشحنة والذخائر الأشرفية، وفى الجوهرة قال المرغينانى إذا كان له خمس من الإبل قيمتها أقل من مائتى درهم تحل له الزكاة وتجب عليه، وبهذا أظهر أن المعتبر نصاب النقد من أى مال كان بلغ نصابا أى من جنسه أو لم يبلغ اهـ.

ما نقله عن المرغينانى اهـ ما فى الشرنبلالية.

ووفق بعض محشى الدر المختار بحمل ما مر عن المحيط والظهيرية على اختلاف الرواية عن محمد فى أن المعتبر فى النصاب المحرم الوزن أو القيمة فما فى المحيط الثانى، وما فى الظهيرية الأول والظاهر أن اعتبار الوزن خاص بالموزون لتأتيه فيه أما المعدود كالسائمة فيعتبر فيه العدد بدل الوزن فما فى البحر والنهر والمنح مرور على ما فى الظهيرية وما فى الشرنبلالية على ما فى المحيط، وبهذا يندفع التنافى بين كلام القوم اهـ ملخصا قلت :هذا ممكن، ولكن لو ورد فى كلامهم ما هو صريح فيما قاله المؤلف لحصل التنافى أما مع عدمه على ما ادعاه الشرنبلالى فلا حاجة إليه لعدم التنافى تأمل(منحة الخالق عَلَى البحر الرائق، ج۲ص ۲۶۳،۲۶۴، كتاب الزكاة، باب مصرف الزكاة)

(بسلسلہ:نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام،نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت،نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اور شبہات کا ازالہ،نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام،تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اور رکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام،نمازِ وتر اور اس کی جماعت کے احکام ،تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنِّف:مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط ۲)

بنو ہاشم کو زکاۃ وصدقہ کی ممانعت وکراہت کی احادیث

کئی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی زکاۃ وصدقات کو اپنے لئے نہیں لیتے تھے اور تناول نہیں فرماتے تھے، اور اپنے مخصوص اعزہ واقرباء کو بھی زکاۃ وصدقہ کے لینے اور تناول کرنے سے منع فرماتے تھے۔

البتہ اگر زکاۃ وصدقہ کا کوئی دوسرا مستحق مالک بن کر آپ کو وہ مال خوش دِلی سے صدقہ کے بغیر مثلاً ہدیہ کے طور پر پیش کرتا، تو آپ اس کو لے لیا کرتے اور تناول فرمالیا کرتے تھے۔

اور بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃ وصدقات کو لوگوں کا میل کچیل قرار دے کر اپنے مخصوص قرابت داروں کو اس کے لینے سے منع فرمایا، اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس کے بدلہ میں تمہارے لئے مالِ غنیمت کا خمس مقرر کر دیا گیا ہے، جو تمہارے غنی ہونے اور کفایت کرنے کے لئے کافی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ قبول اور صدقہ قبول نہ کرنے کی حدیث

اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات مع ضروری فوائد کے ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۸۷۱۴، باسناد حسن)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کو قبول فرمالیا کرتے تھے، اور صدقہ کو قبول نہیں فرمایا کرتے تھے (مسند احمد)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ قبول کرنے اور صدقہ قبول نہ کرنے کی وجہ یہی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو صدقہ کا مستحق نہ سمجھتے تھے، یا اپنے لئے صدقہ کو گوارا وپسند نہ فرماتے تھے۔

Idara Ghufran

نبی علیہ السلام کا ہدیہ کو تناول کرنا اور صدقہ کو تناول نہ کرنا

(۲)......حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَأَنَا مَمْلُوكٌ فَقُلْتُ: هٰذِهِ صَدَقَةٌ، فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ: هٰذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَيْتُهَا لَكَ أُكْرِمُكَ بِهَا فَإِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوا وَأَكَلَ مَعَهُمْ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۷۲۲، باسناد حسن)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لے کر آیا، اور میں اس وقت غلام تھا، اور میں نے کہا کہ یہ صدقہ ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ کھالیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہیں کھایا، پھر میں دوبارہ کھانا لے کر حاضر ہوا، اور میں نے کہا کہ یہ ہدیہ ہے، جو میں نے آپ کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا ہے، تا کہ آپ کا اس کے ذریعہ سے اکرام کروں، پس میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو کھانے کا حکم کیا، اور خود بھی ان کے ساتھ کھایا (مسند احمد)

(۳)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، أَكَلَ، وَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ، قَالَ: كُلُوا، وَلَمْ يَأْكُلْ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۰۱۴، باسناد صحيح)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علی وسلم کے پاس جب اپنے گھر والوں کے علاوہ کسی اور جگہ سے کھانا آتا تھا، تو اس کے بارے میں معلوم فرماتے تھے، اگر آپ کو کہا جاتا تھا کہ یہ ہدیہ ہے، تو آپ کھا لیا کرتے تھے، اور اگر کہا جاتا تھا کہ یہ صدقہ ہے، تو آپ (حاضرین سے) فرماتے تھے کہ کھالو اور آپ اس کو (خود) نہیں کھایا کرتے تھے (مسند احمد)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو تو آپ کی عادت کا علم تھا، اور آپ کے گھر سے عموماً صدقہ وغیرہ کی مد سے کھانا نہیں آتا تھا، لیکن باہر سے جو کھانا آتا تھا، وہ اگر صدقہ کے طور پر ہوتا تھا، تو آپ اس کو نہیں کھاتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کو اپنے لئے روا نہیں سمجھتے تھے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

صدقہ کا غریب کو مالک بننے کے بعد تناول کرنے کی حدیث

(۴)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ: هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟ قَالَتْ: لَا، وَاللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: قَرِّبِيهِ، فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا (مسلم، رقم الحديث ۱۰۷۳ "۱۶۹" كتاب الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم ولبني هاشم وبني المطلب، وإن كان المهدى ملكها بطريق الصدقة، وبيان أن الصدقة، إذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل أحد ممن كانت الصدقة محرمة عليه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، پھر فرمایا کہ کوئی کھانا ہے؟ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں ہے، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس اس بکری کے گوشت کی ہڈی کے سوا کوئی کھانا نہیں جو میری آزاد کردہ باندی کو صدقہ میں ملی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو قریب لے آؤ، کیونکہ وہ صدقہ اپنے محل (ومقام) پر پہنچ چکا ہے (مسلم)

فائدہ: امام قرطبی، مسلم کی شرح میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

قَوْلُهُ (قَرِّبِيهَا فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا) يَعْنِي: أَنَّ الْمُتَصَدَّقَ عَلَيْهَا قَدْ مَلَكَتْ تِلْكَ الصَّدَقَةَ بِوَجْهٍ صَحِيحٍ جَائِزٍ، فَقَدْ صَارَتْ كَسَائِرِ مَا تَمْلِكُهُ بِغَيْرِ جِهَةِ الصَّدَقَةِ، وَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ، فَمَنْ تَنَاوَلَ ذٰلِكَ الشَّيْءَ الْمُتَصَدَّقَ بِهِ مِنْ يَدِ الْمُتَصَدَّقِ عَلَيْهِ بِجِهَةٍ جَائِزٍ غَيْرِ الصَّدَقَةِ، جَازَ لَهُ ذٰلِكَ، وَخَرَجَ ذٰلِكَ الشَّيْءُ عَنْ كَوْنِهِ صَدَقَةً بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْآخِذِ مِنْ يَدِ الْمُتَصَدَّقِ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ مِمَّنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ فِي الْأَصْلِ (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، للقرطبي، كتاب الزكاة، من باب الصدقة إذا بلغت محلها)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کہ "اس کو قریب لے آؤ، کیونکہ وہ صدقہ اپنے محل (ومقام) پر پہنچ چکا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ شخص کہ جس کو صدقہ دیا گیا ہے، اس صدقہ کا صحیح وجائز طریقہ پر مالک ہوگیا، تو وہ صدقہ کا مال ان تمام چیزوں کی طرح ہوگیا، جن

Idara Ghufran

کا انسان صدقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے مالک بنا کرتا ہے، اور جب اس طریقہ سے ہوگیا، تو جو شخص اس صدقہ دی ہوئی چیز میں سے صدقہ کئے ہوئے شخص کے ہاتھ سے صدقہ کے علاوہ کسی جائز طریقہ پر لے گا، تو اس کے لئے وہ چیز جائز ہوگی، اور یہ چیز صدقہ ہونے کے حکم سے نکل جائے گی، صدقہ کئے ہوئے شخص کے ہاتھ سے لینے کی نسبت سے، اگرچہ وہ لینے والا شخص ان لوگوں میں سے ہو، جس کو اصل میں صدقہ حلال نہیں تھا (مثلاً مالدار اور ہاشمی) (المفہم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب زکاۃ وصدقہ کے مال کا غریب جائز طریقہ پر مالک بن جائے، تو وہ مال زکاۃ وصدقہ کے حکم سے نکل کر ایسے عام مال کی طرح ہوجاتا ہے، جیسا کہ غریب نے وہ مال جائز طریقہ پر مثلاً محنت وتجارت وغیرہ کرکے کمایا ہو، یا اسے ہدیہ، میراث وغیرہ میں حاصل ہوا ہو، وغیرہ وغیرہ، اس لئے جب وہ غریب یہ مال کسی ہاشمی یا مالدار شخص کو دے، تو اس ہاشمی یا مالدار کے لئے اس کا استعمال جائز ہوتا ہے۔

آلِ محمد کے لئے زکاۃ وصدقہ حلال نہ ہونے کی حدیث

(۵)......حضرت ابوالحوراء سے روایت ہے کہ:

كُنَّا عِنْدَ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَسُئِلَ مَا عَقَلْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَهُ، فَمَرَّ عَلٰى جَرِيْنٍ مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَأَخَذْتُ تَمْرَةً، فَأَلْقَيْتُهَا فِيْ فِيَّ، فَأَخَذَهَا بِلُعَابِيْ، فَقَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ وَمَا عَلَيْكَ لَوْ تَرَكْتَهَا؟ قَالَ: إِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ، قَالَ: وَعَقَلْتُ مِنْهُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٧٢٥، باسناد صحيح)

ترجمہ: ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں (بچپن کی دیکھی یا سنی ہوئی) یاد ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا، تو ہمارا گزر صدقہ کی کھجوروں پر ہوا، میں نے صدقہ کی ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے تھوک سمیت اسے باہر نکال لیا، ایک آدمی کہنے لگا کہ اگر یہ ایک کھجور کھالیتے تو کیا ہوجاتا؟ آپ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

انہیں کھالینے دیتے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آلِ محمد کے لئے صدقہ (وزکاۃ) حلال نہیں ہے، اور میں (یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ نمازیں یادرکھی ہیں (مسنداحمد)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں آلِ محمد کے لئے صدقہ (وزکاۃ) حلال نہ ہونے کا ذکر ہے۔

اہلِ بیت کے لئے صدقہ حلال نہ ہونے کی حدیث

(۶)......حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَدْخَلَنِي غُرْفَةَ الصَّدَقَةِ، فَأَخَذْتُ مِنْهَا تَمْرَةً، فَأَلْقَيْتُهَا فِي فَمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلْقِهَا، فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۲۴، باسناد صحیح)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ (کے مال) والے کمرے میں داخل کیا، میں نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پھینک دو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہلِ بیت میں سے کسی کے لئے حلال نہیں ہے (مسنداحمد)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت کے لئے صدقہ (وزکاۃ) حلال نہ ہونے کا ذکر ہے۔

(۷)......حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلٰكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ (مسلم، رقم الحدیث ۲۴۰۸ "۳۶")

Idara Ghufran

ترجمہ: میں تم لوگوں کو اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تم لوگوں کو اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں، میں تم لوگوں کو اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں، حضرت حصین نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے زید! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواجِ مطہرات اہلِ بیت میں سے نہیں ہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی ازواجِ مطہرات آپ کے اہلِ بیت میں سے ہیں، لیکن یہاں مراد وہ اہلِ بیت ہیں کہ جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے، حضرت حصین نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آلِ علی اور آلِ عقیل اور آلِ جعفر اور آلِ عباس، حضرت حصین نے عرض کیا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں! ان سب پر صدقہ حرام ہے (مسلم، مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہلِ بیت، جن پر صدقہ (وزکاۃ) حلال نہیں، آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں، اور اس روایت میں حارث کی اولاد کا ذکر نہیں، مگر فقہاء نے حارث کی اولاد کو بھی بنو ہاشم میں شمار کر کے، ان کے لئے صدقہ (وزکاۃ) لینا ممنوع قرار دیا ہے، کما مر۔

اہلِ بیت کے آزاد کردہ غلاموں کو صدقہ ممنوع ہونے کی حدیث

(۸)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام میمون یا مہران سے روایت ہے کہ:

أَنَّـهُ مَـرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مَيْمُونُ، أَوْ يَا مِهْرَانُ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ نُهِينَـا عَـنِ الصَّـدَقَةِ، وَإِنَّ مَوَالِيَنَا مِنْ أَنْفُسِنَا فَلَا تَأْكُلِ الصَّدَقَةَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٦٩٤٢، كتاب الزكاة، باسناد حسن)

ترجمہ: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے میمون یا اے مہران! ہم اہلِ بیت ہیں، جنہیں صدقہ سے منع کر دیا گیا ہے، اور ہمارے آزاد کردہ غلام ہم سے تعلق رکھتے ہیں، تو آپ صدقہ نہ کھائیں (عبدالرزاق، مسند احمد، طبرانی)

Idara Ghufran

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔

فائدہ: اس جیسی احادیث کے پیشِ نظر بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو بھی زکاۃ دینا جائز نہیں، خواہ ان غلاموں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، یا آپ کی حیات میں دیگر بنو ہاشم نے آزاد کیا ہو، یا پھر کسی بھی دور میں کوئی ہاشمی آزاد کرے، اور جب بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو زکاۃ دینا جائز نہیں، تو بنو ہاشم کے مملوکہ غلاموں اور باندیوں کو بدرجۂ اولیٰ زکاۃ دینا جائز نہیں، البتہ مالکیہ وغیرہ کے نزدیک بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو زکاۃ وصدقہ کا دینا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۱۰۳، وص ۱۰۴، مادة "آل")

آلِ محمد وازواجِ مطہرات کو صدقہ کے حلال نہ ہونے کی روایت

(۹)......حضرت ابنِ ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ خَالِدَ بْنَ سَعِيدٍ بَعَثَ إِلٰى عَائِشَةَ بِبَقَرَةٍ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَرَدَّتْهَا وَقَالَتْ إِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ (مصنف ابن ابی شیبة،رقم الحديث ۱۰۸۱۱، كتاب الزكاة، باب من قال لا تحل الصدقة على بنى هاشم)

ترجمہ: حضرت خالد بن سعید نے، حضرت عائشہ کی طرف صدقہ کی ایک گائے بھیجی، جس کو انہوں نے رَد کردیا، اور فرمایا کہ ہم آلِ محمد ہیں، ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

فائدہ: محدثین نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ اکثر فقہائے کرام نے ازواجِ مطہرات کے لئے زکاۃ وصدقات کو جائز قرار دیا ہے۔

(كذافی:فتح البارى لابنِ حجر، ج۳ص ۳۵۶، قوله باب الصدقة على موالى أزواج النبى صلى الله عليه وسلم)

اور فرمایا کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی ذاتی رائے تھی کہ وہ دوسری احادیث میں مذکور آلِ محمد یا اہلِ بیت کے مفہوم میں اپنے آپ کو بھی داخل سمجھتی تھیں۔ واللہ اعلم۔

(كذافی:اعلاء السنن، ج ۹ ص ۹۵، كتاب الزكاة، من يجوز دفع الصدقات اليه ومن لا يجوز)

میل کچیل کی بناء پر صدقہ کے محمد وآلِ محمد کو مناسب نہ ہونے کی حدیث

(۱۰)......حضرت عبدُ المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَا: وَاللّٰهِ، لَوْ بَعَثْنَا

Idara Ghufran

هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ، قَالَا لِيْ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَاهُ، فَأَمَّرَهُمَا عَلٰى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ، فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّى النَّاسُ، وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيبُ النَّاسُ، قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِيْ ذٰلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا، فَذَكَرَا لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ: لَا تَفْعَلَا، فَوَاللّٰهِ، مَا هُوَ بِفَاعِلٍ، فَانْتَحَاهُ رَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ، مَا تَصْنَعُ هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا، فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ، قَالَ عَلِيٌّ: أَرْسِلُوْهُمَا، فَانْطَلَقَا، وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ، قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ، فَقُمْنَا عِنْدَهَا، حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا، ثُمَّ قَالَ: أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَ: فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ، وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ، فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلٰى بَعْضِ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ، فَنُؤَدِّيَ إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّى النَّاسُ، وَنُصِيبَ كَمَا يُصِيبُوْنَ، قَالَ: فَسَكَتَ طَوِيْلًا حَتّٰى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ، قَالَ: وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِيْ لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، ادْعُوَا لِيْ مَحْمِيَةَ، وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ، وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: فَجَاءَاهُ، فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ: أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ، وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِيْ فَأَنْكَحَنِيْ وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ: أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا، وَكَذَا (مسلم، رقم الحديث ۱۰۷۲ ”۱۶۷“)

ترجمہ: ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب جمع ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر ہم اِن دونوں یعنی عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجیں اور یہ دونوں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کریں کہ آپ انہیں صدقات (وزکاۃ وصول کرنے) کا عامل بنا دیں اور دونوں اسی طرح وصول کر کے (امانت

Idara Ghufran

داری کے ساتھ) ادا کریں، جس طرح دوسرے لوگ ادا کرتے ہیں، تو انہیں بھی (محنت کے معاوضہ میں) وہی (نفع) مل جائے جو اور لوگوں کو ملتا ہے، یہ بات ان دونوں کے درمیان جاری تھی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، پھر وہ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے، تو انہوں نے اس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے نہیں ہیں، ربیعہ بن حارث نے ان کی بات سے اعراض کرتے ہوئے کہا کہ تم ہم پر بڑائی جتلاتے ہوئے کہہ رہے ہو اور اللہ کی قسم تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہوا تو ہم نے اس پر آپ سے حسد نہیں کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا ان دونوں کو بھیجو، پس ہم دونوں چلے گئے اور علی رضی اللہ عنہ لیٹ گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا کی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (شفقت کے طور پر) ہمارے کانوں کو پکڑا، پھر فرمایا کہ تمہارے دلوں میں جو بات ہے ظاہر کردو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور ہم بھی (آپ کی اجازت سے آپ کے گھر میں) داخل ہوئے اور آپ اس دن حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ہم نے ایک دوسرے سے گفتگو کی، پھر ہم میں سے ایک نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ سب سے زیادہ صلہ رحمی اور سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں، اب ہم جوان ہو چکے ہیں، ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تا کہ آپ ہمیں زکاۃ وصول کرنے کی خدمت پر مامور فرمادیں، ہم بھی (لوگوں سے زکاۃ وصول کرکے) اسی طرح ادا کریں گے، جیسے اور لوگ آپ کے پاس آکر ادا کرتے ہیں اور ہم کو بھی (اس محنت کے عوض میں) کچھ مل جائے گا، جیسے اور لوگوں کو ملتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم دوبارہ گفتگو کریں اور حضرت زینب پردہ کے پیچھے سے مزید گفتگو نہ کرنے کا اشارہ فرما رہی تھیں، پھر آپ نے فرمایا کہ صدقہ آلِ محمد کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہوتا ہے، میرے پاس محمیہ اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو بلاؤ اور وہ خمس (کی نگرانی اور تقسیم کی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خدمت) پر مقرر و مامور تھے جب وہ حاضر ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محمیہ سے کہا کہ اس نوجوان فضل بن عباس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردو، تو اس نے نکاح کردیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن حارث سے فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے کردو تو انہوں نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا اور محمیہ سے کہا کہ خمس سے ان دونوں کا اتنا اتنا مہر ادا کردو (مسلم)

فائدہ: ’’صدقہ آلِ محمد کے لئے مناسب نہیں‘‘ کے الفاظ سے اگرچہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ آلِ محمد کے لئے صدقہ مکروہ یا مستحب کے خلاف ہے، لیکن علمائے کرام نے دوسری احادیث میں حلال نہ ہونے کے الفاظ کے پیشِ نظر اس کو مکروہِ تحریمی کے معنیٰ میں مراد لیا ہے۔

(کذا فی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۲۰۴۸)

اور اس جیسی احادیث کے پیشِ نظر اگر حکومت کی طرف سے زکاۃ وصول کرنے کے لئے ہاشمی کو عامل ونمائندہ مقرر کیا جائے، تو حنفیہ کے اصح قول اور مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک عامل ہونے کی صورت میں بھی زکاۃ دینا جائز نہیں، البتہ اکثر حنابلہ کے نزدیک جائز ہے۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۱۰۴، وص ۱۰۵، مادة ’’آل‘‘)

اور اسی طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بنو ہاشم عامل کو اس کی اجرت ومعاوضہ میں زکاۃ دینا جائز مگر مکروہ ہے، اور حنفیہ میں سے امام طحاوی کا رجحان اس کے جائز ہونے کی طرف ہے۔

(کذا فی: شرح معانی الآثار، ج۲ ص ۱۱ الیٰ ۱۳، کتاب الزکاة، باب الصدقة على بنی هاشم)

میل کچیل کی بناء پر صدقہ کے محمد و آلِ محمد کو حلال نہ ہونے کی حدیث

(۱۱)......حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، وَالْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اِئْتِيَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُولَا لَـهُ: اِسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَأَتٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَنَحْنُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَالَ لَهُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ أَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ، قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ، حَتّٰى أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَنَا: إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ، إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ، لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Idara Ghufran

وَسَلَّمَ(سنن النسائی،رقم الحدیث ۲۶۰۹،مسلم، رقم الحدیث ۱۰۷۲"۱۶۷")

ترجمہ: ان کے والد ربیعہ بن حارث نے یہ خبر دی کہ انہوں نے حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ ہم کو صدقہ (وزکاۃ) کی وصولی کے لئے مقرر کردیجئے (تاکہ ہمیں اس خدمت پر معاوضہ ملے) اس دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے، اور ہم ابھی اسی حال میں تھے، پھر انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں میں سے کسی کو صدقات کی وصولی پر مقرر نہیں فرمائیں گے، حضرت عبدالمطلب کہتے ہیں کہ پھر میں اور حضرت فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور اپنی حاضری کا مقصد عرض کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے جو کہ محمد اور آلِ محمد کے لئے حلال نہیں (نسائی، مسلم)

فائدہ: مذکورہ حدیث میں جو زکاۃ وصدقہ کو لوگوں کا میل کچیل فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مال کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے، پس یہ ایسا ہو گیا جیسا کہ پانی سے میل کچیل دھویا گیا ہو، تو جس طرح سے وہ استعمال شدہ پانی میل کچیل کی وجہ سے صاف پانی کے درجہ سے کمزور ہو جاتا ہے، اسی طرح زکاۃ وصدقہ کے مال کی حالت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کے حضرات قابلِ اکرام واعزاز ہیں، لہٰذا ان کو اس طرح کا مال پیش کرنے کے بجائے مالِ غنیمت کی شکل میں ان کی ضروریات کا انتظام کرنا چاہئے، تاکہ ایک طرف تو یہ حضراتِ گرامی میل کچیل سے محفوظ رہیں، اور ان کا اعزاز واکرام برقرار رہے، اور دوسری طرف کسی انسان کو بھی عطیہ وہبہ کی شکل میں ان کے تعاون کے بوجھ کا مکلف نہ کرنا پڑے۔

چنانچہ بعض احادیث وروایات میں صدقہ کو میل کچیل بتلا کر مالِ غنیمت کے خمس کو اس کے متبادل کے طور پر مقرر کرنے کی علت کا بھی ذکر ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

---

[1] وقد ذكرنا الحكمة فى تحريمها عليهم أنها مطهرة للملاك ولأموالهم، قال تعالى :(خذ من أموالهم صدقة تطهرهم)فهى كغسالة الأوساخ، وأن آل محمد منزهون عن أوساخ الناس وغسالاتهم، وثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم :(الصدقة أوساخ الناس) ، كما رواه مسلم، وأما إن أخذها مذلة، واليد السفلى،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بنو ہاشم کو غسالۃ الناس سے بچنے کی حدیث

(۱۱)..... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِلْعَبَّاسِ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: اُذْكُرَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ يَّأْمُرَ لَكُمَا مِنَ الصَّدَقَاتِ، وَإِنِّيْ سَأُحْضِرُ لَكُمَا، فَذَكَرَ ذٰلِكَ الْفَضْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِصْبِرُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ فَإِنَّمَا الصَّدَقَاتُ غُسَالَاتُ النَّاسِ (المعجم الكبير، للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۹۸۰، ج ۱۲ ص ۲۳۵)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس اور فضل بن عباس سے فرمایا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرو کہ وہ تم دونوں کے لئے صدقات دینے کا حکم فرمائیں، اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ولا يليق بهم الذل والافتقار إلى غير الله تعالى، ولهم اليد العليا وأما أنها لو أخذوها لطال لسان الأعداء بأن محمدا يدعونا إلى ما يدعونا إليه ليأخذ أموالنا ويعطيها لأهل بيته . قال تعالى :(قل، لا أسألكم عليه أجرا)ولهذا أمر أن تصرف إلى فقرائهم فى بلدهم . قوله :(إنا لا نأكل الصدقة) ، وفى رواية مسلم :(إنا لا تحل لنا الصدقة) وفى رواية معمر :(إن الصدقة لا تحل لآل محمد) ، وفى رواية الطحاوى :(إنا آل محمد لا تحل لنا الصدقة)(عمدة القارى للعينى، ج۹ ص ۸۹، كتاب الزكاة، باب ما يذكر فى الصدقة للنبى صلى الله عليه وسلم)

وقال ابن بطال :إنما لا يأكل الصدقة لأنها أوساخ الناس، ولأن أخذ الصدقة منزلة دنية، لقوله صلى الله عليه وسلم :(اليد العليا خير من اليد السفلى، وأيضا لا تحل الصدقة للأغنياء ، وقال تعالى :(ووجدك عائلا فأغنى)(عمدة القارى للعينى، ج۱۳ ص ۱۳۵ ، كتاب الهبة ، باب قبول الهدية)

إن هذه الصدقات إنما هى أوساخ الناس وإنها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد وآل محمد منزهون عن أوساخ الناس وصيانة لمنصبه الشريف لأنها تنبء عن ذل الآخذ وعز المأخوذ منه لقوله عليه الصلاة والسلام" :اليد العليا خير من اليد السفلى "وأبدل بها الفىء الذى يؤخذ على سبيل القهر والغلبة المنبء عن عز الآخذ وذل المأخوذ منه . وتعقب ابن المنير التعليل بأنها مذلة بأن مقتضاه تحريم الهبة عليهم ولا قائل به ولأن الواهب أيضًا له اليد العليا(إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى، ج۳، ص ۷۵، كتاب الزكاة، باب ما يذكر فى الصدقة للنبى صلى الله عليه وسلم)

(أوساخ الناس) للتهجين والتقبيح، تنفيرًا واستقذارًا . وجل حضرة الرسالة ومنبع الطهارة أن ينسب إلى ذلك، ولذلك جرد عن نفسه الطاهرة من يسمى محمدًا، كأنه غيره، وهو هو، فإن الطيبات للطيبين . فإن قلت : فكيف أباحها لبعض أمته، فإن من كمال إيمان المرء أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه؟ قلت :ما أباحها لهم عزيمة، بل اضطرارًا(شرح المشكاة للطيبى ، ج۵ ص ۱۵۰۳ ، كتاب الزكاة، باب من لاتحل له الصدقة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تمہاری اس بات کے وقت میں حاضری دوں گا، تو یہ بات فضل بن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنو ہاشم! تم اپنے اوپر صبر کرو، پس صدقات لوگوں کا دھوون ہیں (طبرانی)

فائدہ: محدثین کے قواعد کے مطابق اس حدیث کی سند پر کلام ہے، اور اسی وجہ سے اس حدیث کو بعض اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

خمس کو صدقہ کا عوض بنانے کی حدیث اور متعلقہ بحث

(۱۳)......حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِبْتُ لَكُمْ عَنْ غُسَالَةِ الْأَيْدِىْ، لِأَنَّ لَكُمْ فِىْ خُمُسِ الْخُمُسِ مَا يُغْنِيكُمْ أَوْ يَكْفِيْكُمْ (تفسير ابنِ ابى حاتم، رقم الحديث ۹۰۹۳، ج۵ ص۱۷۰۵، سورة الانفال، احكام القرآن جصاص، ج۴ ص۳۳۷، سورة التوبة، باب ذوى القربى الذين تحرم عليهم الصدقة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم سے لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل (یعنی زکاۃ وصدقہ کا مال) دور کر دیا ہے، کیونکہ تمہیں غنی کرنے اور تمہاری کفایت کے لئے مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس موجود ہے (تفسیر ابنِ ابی حاتم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَقَالَ لَهُمَا نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ لَكُمَا أَهْلَ الْبَيْتِ مِنَ الصَّدَقَاتِ شَىْءٌ، وَلَا غُسَالَةُ الْأَيْدِىْ إِنَّ لَكُمْ فِىْ خُمُسِ الْخُمُسِ لَمَا يُغْنِيْكُمْ

---

[1] قال الالبانى: (اصبروا على أنفسكم يا بنى هاشم !فإنما الصدقات غسالات الناس). ضعيف.
أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير (۱۲۹۸۰/۲۳۵/۲۱) "من طريق ابن لهيعة :حدثنى الحارث بن يزيد عن أبى حمزة الخولانى عن ابن عباس :أن عمر بن الخطاب قال للعباس وللفضل بن عباس :اذكرا للنبى صلى الله عليه وسلم أن يأمر لكما من الصدقات، وإنى سأحضر لكما .فذكر ذلک الفضل لرسول الله صلى الله عليه وسلم؛ فقال ... :فذكوه.
قلت :وهذأ إسناد ضعيف؛ لحال ابن لهيعة المعروف فى الضعف .و (أبو حمزة الخولانى) : أورده الذهبى فى "الكنى (۱۸۰۶/۲۰۳) "وقال":عن جابربن عبد الله "، ولم يزد (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۰۱۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَوْ يُكْفِيُكُمْ(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۵۴۳)

ترجمہ: تو اُن دونوں (یعنی نوفل بن حارث کے بیٹوں) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اے اہلِ بیت! صدقات حلال نہیں ہیں، اور نہ ہاتھوں کا دھووَن (یعنی زکاۃ وصدقہ) پس بے شک تمہیں غنی کرنے اور تمہاری کفایت کے لئے مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس موجود ہے (طبرانی)

فائدہ: مذکورہ حدیث کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے، بعض نے ضعیف یا غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن اس کے برعکس بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

چنانچہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ اَلْمُلَقَّبُ بِحَنَشٍ، وَفِيهِ كَلَامٌ كَثِيرٌ، وَقَدْ وَثَّقَهُ أَبُو مِحْصَنٍ(مجمع الزوائد) [2]

---

[1] اوراس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی حسین بن قیس رحبی ہیں، جن کا لقب حنش ہے، اوران پر محدثین نے جرح کی ہے۔

(ت ق) الحسین بن قیس الرحبی، أبو علی الواسطی :ولقبه "حنش"، قال أبو عبد الله البخاری فی "تاریخه الکبیر :"حسین بن قیس أبو علی الرحبی، ویقال :حنش، عن عکرمة، ترک أحمد حدیثه.وکذا قاله فی کتاب "الضعفاء "لم یغادر حرفا، وقال أبو بکر البزار :لین الحدیث، روی عنه سلیمان التیمی ، وقال :عنده أحادیث صالحة عن عکرمة عن ابن عباس انتهی.

لم أر من نسبه واسطیا غیر المزی، إنما ینسبونه إلی رحبة مالک بن طوق -بلدة علی الفرات، ساکنة الحاء ، ومنهم من زعم أنه سکن البصرة، والله أعلم، فینظر .ولما ذکره أبو محمد بن الجارود فی جملة "الضعفاء " قال :قال محمد بن یحیی :هو منکر الحدیث، وقال ابن المدینی -فیما حکاه ابنه :-لیس هو عندی بالقوی، وقال الساجی :ضعیف الحدیث متروک، یحدث بأحادیث بواطیل، وذکره أبو القاسم البلخی وأبو العرب فی جملة "الضعفاء "، وقال مسلمة فی کتاب "الصلة :"مجهول، وقال مسعود :سألت أبا عبد الله -یعنی الحاکم -عنه، فقال :بصری ثقة ، وخرج حدیثه فی "صحیحه"، وقال أبو أحمد الحاکم :لیس هو بالقوی عندهم، وفی "کتاب ابن الجوزی "رحمه الله تعالی :قال الدارقطنی :متروک الحدیث ، وقال الجوزجانی: أحادیثه منکرة جدافلا تکتب، وقال أبو حاتم البستی :کان یقلب الأخبار، ویلزق روایة الضعفاء بالثقات، کذبه أحمد بن حنبل، وترکه یحیی بن معین ، وقال مسلم فی "الکنی :"منکر الحدیث(التراجم الساقطة من کتاب إکمال تهذیب الکَمَال لمُغْلَطَای، ۱ ص ۱۶۴ ، تحت ترجمة حسین بن قیس رحبی)

[2] تحت رقم الحدیث ۴۴۹۴، کتاب الزکاة، باب الصدقة لرسول الله صلی الله علیه وسلم ولآله ولموالیهم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے، اور اس حدیث میں حسین بن قیس ہیں، جن کا لقب حنش ہے، اور ان کے متعلق بہت کلام ہے، اور ان کو ابو محصن (بن نمیر) نے ثقہ قرار دیا ہے (مجمع الزوائد)

اور علامہ ابنِ کثیر شافعی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ(تفسیر ابنِ کثیر، ج۴ص۵۷، سورة الانفال، رقم الآیة ۴۱)

ترجمہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن ہے (ابنِ کثیر)

اور ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ، اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وَهُوَ إِسْنَادٌ حَسَنٌ(مرقاة المفاتیح، ج۶، ص۲۵۷۸، کتاب الجهاد، باب قسمة الغنائم والغلول فیها)

ترجمہ: اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن ہے (مرقاۃ)

اور علامہ ابنِ ہمام حنفی رحمہ اللہ، اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وَهُوَ إِسْنَادٌ حَسَنٌ(فتح القدیر، ج۵ص۵۰۵، کتاب السیر، فصل فی کیفیة القسمة)

ترجمہ: اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن ہے (فتح القدیر)

اور امام زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ فِيْ سُوْرَةِ الْأَنْفَالِ: حَدَّثَنَا أَبِيْ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصِّيْصِيّ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ بِهٖ، بِلَفْظِ: رَغِبْتُ لَكُمْ عَنْ غُسَالَةِ أَيْدِي النَّاسِ، إِنَّ لَكُمْ مِّنْ خُمُسِ الْخُمُسِ لَمَا يُغْنِيْكُمْ، اِنْتَهٰى، وَهٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ، وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَهْدِيٍّ وَثَّقَهُ أَبُوْ حَاتِمٍ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مُعِيْنٍ: يَأْتِيْ بِمَنَاكِيْرَ، وَرَوَى الطَّبَرِيُّ فِيْ "تَفْسِيْرِهٖ" حَدَّثَنَا ابْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا أَبِيْ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كَانَ آلُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَحِلُّ لَهُمُ الصَّدَقَةُ، فَجَعَلَ لَهُمْ خُمُسَ الْخُمُسِ، وَفِيْ لَفْظٍ: قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَهْلُ بَيْتِهٖ لَا يَأْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ، فَجَعَلَ لَهُمْ خُمُسَ الْخُمُسِ(نصب الرایة فی تخریج احادیث الهدایة، ج۳ص۴۲۵، کتاب السیر، فصل فی کیفیة القسمة)

ترجمہ: اور ابنِ ابی حاتم نے اپنی تفسیر کی سورہ انفال میں روایت کیا ہے کہ ہم سے ہمارے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

والد نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن مہدی مصیصی نے حدیث بیان کی، ان سے معتمر بن سلیمان نے حدیث بیان کی، ان الفاظ میں کہ ''میں نے تم سے لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل (یعنی زکاۃ وصدقہ کا مال) دور کردیا ہے، کیونکہ تمہیں غنی کرنے کے لئے مالِ غنیمت کا خمس موجود ہے'' انتہیٰ، اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن ہے، اور ابراہیم بن مہدی کو ابوحاتم نے ثقہ قرار دیا ہے، اور یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ یہ منکر باتوں کو روایت کرتا ہے، اور طبری نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ ہم سے ابنِ وکیع نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہمارے والد نے شریک کی سند سے، انہوں نے حصیف سے، انہوں نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے صدقہ حلال نہیں تھا، تو ان کے لئے مالِ غنیمت کے خمس کا خمس مقرر کردیا گیا، اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت صدقہ نہیں کھاتے تھے، تو ان کے لئے مالِ غنیمت کے خمس کا خمس مقرر کردیا گیا (نصب الرایہ)

مندرجہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث کو بہت سے اہلِ علم حضرات نے ضعیف کے بجائے حسن اور معتبر قرار دیا ہے۔

ممکن ہے کہ ان حضرات کی مراد مذکورہ حدیث سے حسن لعینہٖ ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حسن لغیرہٖ ہو۔ [1]
جبکہ امام حاکم نے حنش کی احادیث کو صحیح قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حاکم، حنش کو ثقہ ومعتبر راوی قرار دیتے ہیں، لہٰذا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث معتبر ومستند ہوگی۔ [2]

---

[1] بعض حضرات کے نزدیک ''حسن لذاتہٖ'' وہ حدیث کہلاتی ہے کہ جس میں کوئی راوی ایسا ہو کہ اس کے ثقہ یا کمزور ہونے کے کسی پہلو پر بھی محدثین کا اتفاق نہ ہو، بلکہ اختلاف ہو، کچھ ثقہ اور کچھ ضعیف وغیرہ کہتے ہوں، اور ''حسن لغیرہٖ'' وہ حدیث کہلاتی ہے کہ جو حدیث کسی راوی کی وجہ سے تو ضعیف ہو، لیکن اس راوی کا کوئی متابع موجود ہو، یا اس کی تائید کسی دوسری حدیث سے ہوتی ہو، خواہ وہ دوسری حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولا یمنع من کونہ حسنا کون فی إسنادہ مؤمل بن إسماعیل؛ لأن الاختلاف فیہ لا یخرج حدیثہ عن حد الحسن إذا انضم إلیہ من الشواہد ما یقویہ کما ہو شأن الحسن لغیرہ(نیل الاوطار للشوکانی، ج۶ ص ۱۶۴، کتاب النکاح، باب ما جاء فی نکاح المتعۃ وبیان نسخہ، والتفصیل فی مقدمۃ اعلاء السنن ص ۳۳ و ص ۳۴، وظفر الامانی ص ۱۴۴، الفصل الثانی من الباب الاول)

[2] عن حنش بن قیس الرحبی، عن عکرمۃ، عن ابن عباس، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلاصہ یہ کہ مذکورہ حدیث بعض حضرات کے نزدیک حسن ومعتبر ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک ضعیف ہے، مگر زیادہ ضعیف نہیں ہے، اوران کے نزدیک کسی دوسری حدیث کی تائید کے ہوتے ہوئے یہ حدیث حسن ومعتبر ہوسکتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عليه وسلم " :لا يغبطن جامع المال من غير حله، -أو قال :من غير حقه، -فإنه إن تصدق لم يقبل منه، وما بقي كان زاده إلى النار هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه(مستدرک حاکم ،رقم الحديث ۲۱۳۷)

عن حسين بن قيس، عن عكرمة، عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأصحاب الكيل والوزن :إنكم قد وليتم أمرا فيه هلكت الأمة السالفة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۲۲۳۲)

حنش بن قيس الرحبي يقال له :أبو علي من أهل اليمن سكن الكوفة ثقة وقد احتج البخاری بعكرمة، وهذا الحديث قاعدة فی الزجر عن الجمع بلا عذر، ولم يخرجاه (مستدرک حاکم ،تحت رقم الحديث ۱۰۲۰)

عن حسين بن قيس الرحبی، عن عكرمة، عن ابن عباس، رضی الله عنهما قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من استعمل رجلا من عصابة وفی تلک العصابة من هو أرضى لله منه فقد خان الله وخان رسوله وخان المؤمنين ، هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه (مستدرک حاکم ،رقم الحديث ۷۰۲۳)

[1] چنانچہ امام ترمذی نے حنش کی ایک حدیث کو نقل کرنے کے بعد ان کو حدیث میں حفظ کی جہت سے ضعیف قرار دیا ہے، اور امام بوصیری، امام منذری اور ناصر الدین البانی صاحب نے متابعات وشواہد کے موجود ہوتے ہوئے حنش کی حدیث کے قبول ہونے کا حکم لگایا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک یہ راوی زیادہ شدید درجہ کے ضعیف نہیں ہیں، اور مؤید یا متابع کی وجہ سے ان کی حدیث حسن درجہ میں داخل ہوسکتی ہے، اور آگے حضرت مجاہد کی حدیث اس مذکورہ حدیث کی تائید کرتی ہے، جس کے پیشِ نظر مذکورہ حدیث کو حسن قرار دیا جائے گا۔

حدثنا حميد بن مسعدة قال :حدثنا حصين بن نمير أبو محصن قال :حدثنا حسين بن قيس الرحبی قال :حدثنا عطاء بن أبی رباح، عن ابن عمر، عن ابن مسعود، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :لا تزول قدم ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسأل عن خمس، عن عمره فيم أفناه، وعن شبابه فيم أبلاه، وماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه، وماذا عمل فيما علم :هذا حديث غريب لا نعرفه من حديث ابن مسعود، عن النبی صلى الله عليه وسلم إلا من حديث الحسين بن قيس، وحسين بن قيس يضعف فی الحديث من قبل حفظه وفی الباب عن أبی برزة، وأبی سعيد (سنن الترمذی، تحت رقم الحديث ۲۴۱۶، باب فی القيامة)

قال البوصيری:رواه الطبرانی من طريق حسين بن قيس المعروف بحنش، وهو مختلف فيه، ضعفه جماعة، ووثقه ابن نمير، وحسن له الترمذی غيرما حديث، وصحح له الحاكم، ولا يضر فی المتابعات، ومع ذلک لم ينفرد به حسين بن قيس عن عكرمة، فقد تابعه عليه يزيد بن أبی حبيب.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

گزشتہ حدیث کی دیگر تائیدات

اورجیسا کہ امام زیلعی رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزرا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی تائید جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد کی روایت سے ہوتی ہے۔

(۱۴)...... چنانچہ جلیلُ القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

اَلْخُمُسُ الَّذِیْ لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَرَابَتِہٖ، لَا یَأْکُلُوْنَ مِنَ الصَّدَقَۃِ شَیْئًا، فَکَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِذِیْ قَرَابَتِہٖ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِلْیَتَامٰی مِثْلُ ذٰلِکَ، وَلِلْمَسَاکِیْنِ مِثْلُ ذٰلِکَ، وَلِابْنِ السَّبِیْلِ مِثْلُ ذٰلِکَ (سنن النسائی،رقم الحدیث ۴۱۴۷،کتاب قسم الفیئ)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کما رواہ الحاکم أبو عبد اللہ الحافظ :ثنا أبو جعفر محمد بن محمد بن عبد اللّٰہ البغدادی، ثنا یحیی بن عثمان بن صالح، ثنا أبی، ثنا ابن لہیعۃ، عن یزید بن أبی حبیب، عن عکرمۃ، عن ابن عباس، عن رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -حدث قال" :من استعمل عاملا من المسلمین وہو یعلم أن منہم من ہو أولی بذلک منہ، وأعلم بکتاب اللّٰہ ولمشۃ نبیہ؟ فقد خان اللّٰہ ورسولہ وجمیع المسلمین ."ورواہ البیہقی فی سننہ عن الحاکم بہ.

ولہ شاہد من حدیث أبی بکر الصدیق رواہ الحاکم من طریق بکر بن خنیس وصححہ، وأحمد فی مسندہ وفی إسنادہ رجل لم یسم (اتحاف الخیرۃ المہرۃ، تحت رقم الحدیث ۴۸۹۴باب ترہیب من ولی شیئًا من أمور المسلمین أن یولی علیہم رجلا وفی رعیتہ خیر منہ)

وقال المنذری:وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزول قدما ابن آدم یوم القیامۃ حتی یسأل عن خمس عن عمرہ فیم أفناہ وعن شبابہ فیم أبلاہ وعن مالہ من أین اکتسبہ وفیم أنفقہ وما عمل فیما علم.

رواہ الترمذی أیضا والبیہقی وقال الترمذی حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا من حدیث حسین بن قیس،قال الحافظ: حسین ہذا ہو حنش وقد وثقہ حصین بن نمیر وضعفہ غیرہ وہذا الحدیث حسن فی المتابعات إذا أضیف إلی ما قبلہ واللہ أعلم(الترغیب والترہیب للمنذری، تحت رقم الحدیث ۲۱۱)

وقال الالبانی: وقال الترمذی " :حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا من حدیث الحسین بن قیس، وہو یضعف فی الحدیث من قبل حفظہ ."

قلت :لکن لہ شواہد تدل علی أنہ قد حفظہ من حدیث أبی برزۃ الأسلمی ومعاذ بن جبل(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۹۴۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: وہ خمس جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے تھا، تو وہ درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قرابت داروں کے لئے تھا، جو کہ صدقہ میں سے کوئی چیز نہیں کھاتے تھے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مالِ غنیمت کے خمس کا خمس تھا، اور آپ کے قرابت داروں کے لئے بھی مالِ غنیمت کے خمس کا خمس تھا، اور یتیموں کے لئے بھی اسی طرح تھا، اور مسکینوں کے لئے بھی اسی طرح تھا، اور مسافروں کے لئے بھی اسی طرح تھا (نسائی)

اور حضرت مجاہد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَأَهْلُ بَيْتِهِ لَا يَأْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ، فَجَعَلَ لَهُمْ خُمُسَ الْخُمُسِ (جامع البيان فی تأويل القرآن للطبری، رقم الحديث ۱۶۱۱۱، ج۱۳ ص۵۵۳، سورة الانفال، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۱۰۸۱۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت صدقہ کا مال نہیں کھاتے تھے، تو ان کے لئے مالِ غنیمت کے خمس کا خمس مقرر کیا گیا تھا (طبری، ابنِ ابی شیبہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَدْ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّ فِي بَنِيْ هَاشِمٍ الْفُقَرَاءُ، فَجَعَلَ لَهُمُ الْخُمُسَ مَكَانَ الصَّدَقَةِ (جامع البيان فی تأويل القرآن للطبری، رقم الحديث ۱۶۱۱۲، ج۱۳ ص۵۵۴، سورة الانفال)

ترجمہ: اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ بنو ہاشم میں بھی فقراء ہوں گے، تو اللہ نے ان کے لئے صدقہ (وزکاۃ) کی جگہ خمس مقرر فرما دیا (طبری)

یہ روایت اگرچہ فی نفسہ مرسل ہے، اور بعض حضرات کے بقول کسی قدر ضعیف ہے۔

مگر اولاً تو اس کی تائید اس سے گزشتہ حدیث سے ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] چنانچہ اس حدیث کو بعض حضرات نے خصیف اور شریک کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

مگر اولاً تو ان کے ضعف پر اتفاق نہیں، دوسرے ان کا ضعف شدید نہیں۔

وقال النووی الحديث الضعيف عند تعدد الطرق يرتقی عن الضعف الی الحسن، ويصير مقبولا معمولا به قال الحافظ السخاوی: ولا يقتضی ذالک الاحتجاج بالضعيف فان الاحتجاج انما هو بالهيئة المجموعة کالمرسل حيث اعتضد بمرسل آخر ولو ضعيفا کماقاله الشافعی والجمهور اهـ (۱۹۲ مع النيل) (اعلاء السنن ج۳ ص۲۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دوسرے اس کی زبردست تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے، کیونکہ قرآن مجید میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قرابت داروں کے لئے خمس مقرر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور تیسرے مرسل حدیث متعدد فقہائے کرام کے نزدیک حجت ہوتی ہے، بطورِ خاص حضرت مجاہد جیسے تابعی کی مرسل احادیث کو متعدد محدثین نے بھی حجت مانا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خصيف بن عبد الرحمن الخضرمى :الإمام، الفقيه، أبو عون الخضرمى -بكسر الخاء المعجمة -الأموى مولاهم، الجزرى، الحرانى.رأى :أنس بن مالك.

وسمع :مجاهدا، وسعيد بن جبير، وعكرمة، وطبقتهم.روى عنه :السفيانان، وشريك، ومحمد بن فضيل، وعتاب بن بشير، ومروان بن شجاع، ومحمد بن سلمة، ومعمر بن سليمان، وآخرون.

وثقه :يحيى بن معين .وقال النسائى :صالح.وقال أحمد بن حنبل :ليس بحجة.وقال أبو حاتم :سيء الحفظ .قال خصيف :قال لى مجاهد :يا أبا عون !أنا أحبك فى الله .وقال أبو زرعة :هو ثقة .وقال ابن حراش :لا بأس به.قال أبو فروة :ولى خصيف بيت المال .وعن جرير، قال :كان متمكنا من الإرجاء .وقال ابن أبى نجيح :كان من صالحى الناس قال النفيلى :توفى سنة ست وثلاثين ومائة.

وقال محمد بن المثنى :توفى سنة اثنتين وثلاثين.وقال عتاب بن بشير، والبخارى :سنة سبع.

وقال أبو عبيد، وشباب :سنة ثمان وثلاثين.وقال أحمد أيضا :ليس بقوى، تكلم فى الإرجاء .

وقال يحيى القطان :كنا نجتنب خصيفا .وقال عثمان بن عبد الرحمن الطرائفى :رأيت على خصيف ثيابا سودا، وكان على بيت المال.قلت :حديثه يرتقى إلى الحسن(سير اعلام النبلاء للذهبى، ج٦ص١٤٥، ١٤٦)

شريك بن عبدالله بن ابى شريك الحارث بن اوس، القاضى ابوعبدالله النخعى الكوفى الفقيه، احد الاعلام، مولده سنة خمس وتسعين، وتوفى فيما قيل سنة سبع وسبعين ومائة، قال ابوداؤد:شريك ثقة يخطى على الاعمش، وقال معاوية بن صالح:سألت ابن حنبل عنه فقال:كان عاقلاصدوقا محدثا عندى وكان شديدا على اهل الريب والبدع، وقال النسائى:ليس به بأس،قال لشيخ شمس الدين : استشهدبه البخارى، وخرج له مسلم متابعة، واحتج به النسائى وغيره، وروى له الاربعة(الوافى بالوفيات للصفدى، ج٥ص٢٠٤)

وقال أحمد بن عبدالله العجلى: كوفى ثقة وكان حسن الحديث...... وقال على بن حكيم الاودى: سمعت وكيعا يقول: لم يكن أحد أروى عن الكوفيين من شريك وقال ابوتوبة الربيع بن نافع: سمعت عيسى بن يونس يقول: مارأيت أحدا قط أورع فى علمه من شريك ...... وقال سعيد بن سليمان: سمعت ابن المبارك عند خديج بن معاوية يقول: شريك أعلم بحديث الكوفيين من سفيان الثورى (تهذيب الكمال، جزء ١٢ صفحه ٤٧٠، ٤٧١،ملخصاً)

۱؎ المشهور عن مالك وأحمد وأبى حنيفة رحمهم الله الاحتجاج بالمرسل (تفسير اضواء البيان، لمحمد الأمين الشنقيطى، تحت سورة النساء، جزء١ صفحه ٢٩٦)

وأما الشافعى :فقد قدمنا عن النووى :أنه يعمل بمرسل التابعى الكبير إن قال به بعض الصحابة أو أكثر أهل العلم (ايضاً، تحت سورة الحج، جزء٤ صفحه ٢٨٦) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس لئے یہ حدیث مذکورہ تائیدات کی وجہ سے حسن درجہ میں داخل ہوجاتی ہے۔

چوتھے کئی فقہائے کرام ومشائخِ عظام نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

پانچویں فقہائے کرام نے بھی خمس کو زکاۃ کا عوض قرار دیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور فقہائے کرام کا استدلال بھی ایک درجہ میں حجت ہوا کرتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ بعض فقہاء نے ایک حدیث ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ:

يَا بَنِي هَاشِمٍ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَرِهَ لَكُمْ غُسَالَةَ النَّاسِ، وَعَوَّضَكُمْ مِنْهَا بِخُمُسِ الْخُمُسِ مِنَ الْغَنِيمَةِ (المحيط البرهاني، ج۲ ص ۲۸۴، كتاب الزكاة، الفصل الثامن)

ترجمہ: اے بنو ہاشم! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ہاتھوں کی دھووَن اوران کے میل کچیل کو مکروہ کردیا ہے، اور تمہارے لئے اس کے بدلہ میں مالِ غنیمت کے خمس کا خمس مقرر کردیا ہے (محیط)

مگران الفاظ کے ساتھ یہ حدیث معروف اور کسی قابلِ ذکر حدیث کی کتاب میں دستیاب نہیں ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ مرسل التابعى الكبير يحتج به عندنا إذا اعتضد بقول الصحابة .أو قول أكثر العلماء، أو غير ذلك مما سبق . وقد اعتضد هذا الحديث، فقال به من الصحابة رضى الله عنهم، من سنذكره فى فرع مذاهب العلماء اهـ، كلام النووى، فظهرت صحة الاحتجاج بالحديث المذكور على كل التقديرات (ايضاً، تحت سورة المائدة، ج ۱ ص ۴۳۲)

مشهور مذهب مالك، وأبى حنيفة وأحمد -رحمهم الله تعالى- صحة الاحتجاج بالمرسل، ولا سيما إذا اعتضد بغيره كما هنا، وقد علمت من كلام النووى موافقة الشافعية.واحتج من قال بأن المرسل حجة بأن العدل لا يحذف الواسطة مع الجزم بنسبة الحديث لمن فوقها، إلا وهو جازم بالعدالة والثقة (ايضاً، تحت سورة المائدة، جزء ۱ صفحه ۴۳۳)

أما على مذهب من يحتج بالمرسل كمالك وأبى حنيفة وأحمد فلا إشكال، وأما على مذهب من لا يحتج بالمرسل فمرسل سعيد بن المسيب حجة عند كثير ممن لا يحتج بالمرسل، ولا سيما أنه اذا اعتضد .... فأقل درجاته أنه مرسل صحيح، اعتضد بمرسل صحيح .ومثل هذا يحتج به من يحتج بالمرسل ومن لا يحتج به، وقد قدمنا فى "سورة المائدة (ايضاً، تحت سورة النحل، جزء۲ صفحه ۳۴۸)

وقال يحيى القطان مرسلات مجاهد أحب إلى من مرسلات عطاء (عمدة القارى، ج۲ ص ۵۳، باب الفهم فى العلم)

حدثنا صالح بن أحمد بن حنبل حدثنا على بن المدينى قال مرسلات مجاهد أحب إلى من مرسلات عطاء (المراسيل لابن ابى حاتم، جزء ۱ صفحه ۴، رقم الحديث ۴)

[۱] وأما قول صاحب الهداية :لقوله عليه الصلاة والسلام :يا بنى هاشم، إن الله حرم عليكم غسالة أيدى الناس، وأوساخهم، وعوضكم منها بخمس الخمس .فغير معروف بهذا اللفظ (شرح النقاية ، ج۲ ص ۱۲۰، كتاب الزكاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البتہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی جو احادیث اوپر گزریں، ان کا مطلب بھی اس جیسا ہی ہے، اس لئے کتبِ فقہ میں مذکور اس حدیث کو بعض حضرات نے روایت بالمعنیٰ قرار دیا ہے، یعنی اس عبارت میں اُس حدیث کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

اور متعدد فقہائے کرام نے بھی مالِ غنیمت کے خمس کو زکاۃ کا عوض اور زکاۃ کو اس کا معوّض قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَهٰذَا كُلُّهُ إِذَا كَانُوا مِنْ غَيْرِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْنَ جَعَلَ لَهُمُ الْخُمُسَ عِوَضًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَلَا يُعْطَوْنَ مِنَ الصَّدَقَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ شَيْئًا (معرفة السنن والآثار، للبيهقي، تحت رقم الحديث ۱۳۳۸۴، كتاب الصدقات، بيان اهل الصدقات)

ترجمہ: امام شافعی نے فرمایا، اور یہ سب حکم اس وقت ہے، جبکہ وہ مستحقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے علاوہ ہوں، پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ آل جن کے لئے خمس کو صدقہ کا عوض مقرر کر دیا گیا ہے، تو ان کو فرض صدقات میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا (بیہقی)

اور ہدایہ کی شرح بنایہ میں ہے کہ:

(وَالْعِوَضُ إِنَّمَا يَثْبُتُ فِيْ حَقِّ مَنْ يَّثْبُتُ فِيْ حَقِّهِ الْمُعَوَّضُ) ش: أَرَادَ بِالْعِوَضِ خُمُسَ الْخُمُسِ، وَبِالْمُعَوَّضِ عَلٰى صِيْغَةِ اِسْمِ الْمَفْعُوْلِ مِنَ التَّعْوِيْضِ الزَّكَاةَ، تَقْرِيْرُهُ أَنَّ الْعِوَضَ وَهُوَ الزَّكَاةُ لَا يَجُوْزُ دَفْعُهَا إِلَى الْأَغْنِيَاءِ، فَكَذٰلِكَ يَجِبُ أَنْ يَّكُوْنَ عِوَضَ الزَّكَاةِ وَهُوَ خُمُسُ الْغَنَائِمِ لَا يُدْفَعُ إِلَيْهِمْ، لِأَنَّ الْعِوَضَ إِنَّمَا يَثْبُتُ فِيْ حَقِّ مَنْ فَاتَ عَنْهُ الْمُعَوَّضُ وَإِلَّا لَا يَكُوْنُ عِوَضًا لِذٰلِكَ

---

[1] حديث يابنى هاشم إن الله حرم عليكم غسالة الناس وأوساخهم وعوضكم منها بخمس الخمس هو مذكور بالمعنى من حديث عبد المطلب بن ربيعة مرفوعا إن هذه الصدقات إنما هى أوساخ الناس وأنها لا تحل لمحمد لا لآل محمد وقال فيه أصدق عنهما من الخمس أخرجه مسلم وأخرجه الطبرانى من طريق حنش عن عكرمة عن ابن عباس وفى آخره إنه لا يحل لكم أهل البيت من الصدقات شىء إنا هى غسالة الأيدى وإن لكم فى خمس الخمس لما يغنيكم وروى ابن أبى شيبة والطبرانى عن مجاهد قال كان آل محمد لا تحل لهم الصدقة فجعل لهم خمس الخمس(الدراية فى تخريج أحاديث الهداية، لابن حجر العسقلانى، ج ١، ص٢٦٨، رقم الحديث ٣٤٦، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الْمُعَوَّضِ (البناية شرح الهداية، ج۷ ص ۱۷۳، كتاب السير، باب الغنائم وقسمتها، فصل في كيفية القسمة)

ترجمہ: اور عوض صرف ان لوگوں کے حق میں ثابت ہوتا ہے، جن کے حق میں معوَّض ثابت ہو، عوض سے مراد مالِ غنیمت کے خمس کا خمس ہے، اور معوَّض سے مراد جو اسم مفعول کے صیغہ کے ساتھ تعویض سے بنا ہے، زکاۃ ہے، جس کی توضیح یہ ہے کہ عوض جو کہ زکاۃ ہے، اس کا اغنیاء کو دینا جائز نہیں، پس اسی طریقہ سے واجب ہے کہ زکاۃ کا عوض جو کہ غنائم کا خمس ہے، وہ بھی اغنیاء کو نہ دیا جائے، کیونکہ عوض بس ان لوگوں کے حق میں ثابت ہوتا ہے کہ جن سے معوَّض فوت ہو جائے، ورنہ تو یہ اس معوَّض کے لئے عوض نہیں بنتا (بنایہ)

حنفیہ کی اور کئی کتب میں بھی اسی طرح سے خمس کو زکاۃ کا عوض ہونا بیان کیا گیا ہے۔ [۱]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد فقہائے کرام کے نزدیک مالِ غنیمت کا خمس زکاۃ کا عوض ہے۔ [۲]

---

[۱] وقال عليه الصلاة والسلام "يا معشر بني هاشم إن الله تعالى كره لكم غسالة الناس وأوساخهم وعوضكم منها بخمس الخمس "والعوض إنما يثبت في حق من يثبت في حقه المعوض وهم الفقراء (الهداية في شرح بداية المبتدي، ج۲ ص ۳۹۰، كتاب السير، فصل في كيفية القسمة)

فيستحقون بعد وفاته -صلى الله عليه وسلم -بالفقر، حيث قال صلى الله عليه وسلم: وعوضكم منها بخمس الخمس، ولما كان عوضا عن الزكاة يستحقه من يستحق الزكاة (شرح الوقاية، ج۶ ص ۱۳۵، باب المغنم وقسمته)

وقال -عليه السلام -يا معشر بني هاشم إن الله تعالى كره لكم غسالة الناس وأوساخهم وعوضكم منها بخمس الخمس والعوض إنما يثبت في حق من يثبت في حقه المعوض وهم الفقراء (البحر الرائق، ج۵ ص ۹۸، كتاب السير، باب الغنائم وقسمتها)

والعوض إنما يثبت في حق من يثبت في حقه المعوض وهم الفقراء) يعني أن المعوض وهو الزكاة لا يجوز دفعها إلى الأغنياء، فكذلك يجب أن يكون عوض الزكاة وهو خمس الغنائم لا يدفع إليهم لأن العوض إنما يثبت في حق من فات عنه المعوض وإلا لا يكون عوضا لذلك المعوض (العناية شرح الهداية، ج۵، ص ۵۰۴، ۵۰۵، كتاب السير، باب الغنائم وقسمتها، فصل في كيفية القسمة)

[۲] مگر علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے کتبِ فقہ میں مذکور غیر معروف حدیث کو ذکر کر کے فرمایا کہ اگر یہ حدیث قابلِ احتجاج سند سے ثابت بھی ہو جائے، تو اس میں خمس کے عوضِ زکاۃ ہونے کی دلیل نہیں پائی جاتی، کیونکہ سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام بنو ہاشم کی تسلی کے لئے لایا گیا ہے، تاکہ وہ زکاۃ وغیرہ کے منافع فوت ہونے پر غمگین نہ ہوں۔

پھر فرمایا کہ اگر تنزلی کر کے اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ خمس زکاۃ کا عوض ہے، تو یہ حکمت کے درجہ میں ہوگا، علت کے درجہ میں نہیں، اور علت زکاۃ کا اوساخ الناس ہونا ہی ہے، اور اگر اس کے عوض ہونے کو علت بھی تسلیم کر لیا جائے، تب بھی اس سے مطلوب حاصل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخصوص قرابت داروں کے لئے زکاۃ وصدقہ کے بدلہ میں مالِ غنیمت کے خمس کو مقرر کیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے کئی اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ بنو ہاشم کو زکاۃ دینا اس وقت ناجائز ہے، جبکہ مالِ غنیمت سے ان کے غنی ہونے اور کفایت وضرورت پوری ہونے کا انتظام ہو، اور اگر ایسا نہ ہو، تو پھر ان کو زکاۃ دینا اور لینا جائز ہے، جیسا کہ آگے متعدد فقہائے کرام کی عبارات کے ضمن میں آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نہیں ہوتا، کیونکہ یہ شریعت کے اس حکم کے جاری ہونے کی ابتداءً علت ہوگی، نہ کہ اس حکم کے باقی رہنے کی، اور بقاء کے لئے اس کی شرط نہیں ہوگی، جیسا کہ رمل میں، تو عوض کا زائل ہونا معوّض کے لوٹنے کو مستلزم نہیں ہوگا۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

فان ثبت باسناد محتج به فلا دليل فيه على ان الخمس عوض الزكاة، فان السياق يدل على ان الكلام سيق على سبيل التسلية لهم لئلا يحزنوا على فوت تلك المنافع ، وما اشتهر فى بعض احاديث الحرمه من زيادة"وعوضكم منها بخمس الخمس" فلم يثبت هذه الزياده كما فى فتح القدير، لكن هذا اللفظ غريب الخ(۲:۲۱۲)

وان سلمنا على التنزيل حمل الكلام على ان ذلك حكمة لا علة ، فان العلة هى كون الزكاة من اوساخ الناس وان سلمنا على التنزيل كونه علة ايضا لايثبت المطلوب فانها علة لاصل التشريع لالبقاء ه اى شرع هذا الحكم اولا لهذه العلة، وان لم يشترط بقاء ه بها كما فى الرمل فزوال العوض لا يستلزم عود المعوض لا سيما وقد اجمعت الاحاديث على ذلك ولم يرد حديث فى خلافه ، فافهم وحقق(اعلاء السنن، ج۹ص۹۵، ۹۶، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة اليه ومن لايجوز)

لیکن حدیث کی سند پر کلام تو پہلے گزر چکا ہے، اور خمس کے زکاۃ کا عوض ہونے کی تصریح بھی فقہائے کرام کے حوالہ سے پہلے گزر چکی ہے، اور جہاں تک حکمت یا علت کا تعلق ہے، تو بعض فقہائے کرام نے عوض کے ہی علت ہونے کو اختیار کیا ہے، اور اوساخ الناس کو حکمت کے درجہ میں رکھا ہے، جس کی مزید تفصیل آگے مختلف اہلِ علم حضرات کی عبارات کے ذیل میں آتی ہے۔

النبى -صلى الله عليه وسلم -علل منعهم الصدقة باستغنائهم عنها بخمس الخمس، فقال :أليس فى خمس الخمس ما يغنيكم؟(المغنى لابن قدامة، ج۲،ص۴۹۰، كتاب الزكاة،فصل بنو المطلب هل لهم الأخذ من الزكاة)

فخمس الخمس علة لاستغنائهم وشرط لمنعهم، فإذا زال الشرط انتفى المانع (حاشية الشروانى على تحفة المحتاج فى شرح المنهاج،ج۷ص۱۶۰،۱۶۱، كتاب قسم الصدقات)

وقد ذكرنا الحكمة فى تحريمها عليهم أنها مطهرة للملاك ولأموالهم، قال تعالى :(خذ من أموالهم صدقة تطهرهم)فهى كغسالة الأوساخ، وأن آل محمد منزهون عن أوساخ الناس وغسالاتهم(عمدة القارى للعينى، ج۹ص۸۹، كتاب الزكاة، باب ما يذكر فى الصدقة للنبى صلى الله عليه وسلم)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر خمس کے زکاۃ کا عوض ہونے کو علت بھی تسلیم کرلیا جائے، تب بھی اس کو حکم کے مشروع ہونے کی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ تناول نہ کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص قرابت داروں کے لئے صدقہ کے مناسب یا حلال نہ ہونے کا متعدد احادیث وروایات میں ذکر آیا ہے، لیکن اس سلسلہ میں تمام احادیث وروایات کے الفاظ یکساں نہیں ہیں، بلکہ بعض روایات میں ''آلِ محمد'' کے لئے صدقہ حلال نہ ہونے کا ذکر آیا ہے (جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ۵ اور اس کے ضمن میں مذکور روایات میں ذکر ہے)

اور بعض روایات میں ''اہلِ بیت'' کے لئے صدقہ حلال نہ ہونے کا ذکر آیا ہے (جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ۶ اور ۷ میں ذکر ہے)

اور بعض روایات میں ''اہلِ بیت کے آزاد کردہ غلاموں'' کے لئے صدقہ ممنوع ہونے کا ذکر آیا ہے (جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ۸ اور اس کے ضمن میں مذکور روایات میں ذکر ہے)

اور بعض روایات میں ''آلِ محمد وازواج'' کے لئے صدقہ حلال ہونے کا ذکر آیا ہے (جیسا کہ گزشتہ حدیث

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علت تو کہا جائے گا، لیکن اس کے باقی رہنے کی علت نہیں کہا جائے گا، جیسا کہ رَمل میں، اور اس وجہ سے عوض یعنی خمس کا زوال معوض یعنی زکاۃ کے عود کرنے کو مستلزم نہیں ہوگا۔

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ خمس کو زکاۃ کے مشروع ہونے کی علت قرار دے کر باقی رہنے کی علت کی نفی کرنے کی کوئی مستند دلیل نہیں، بالخصوص جبکہ بہت سے فقہاء ومشائخ نے اس کے خلاف قول کیا ہے۔

علاوہ ازیں متعدد احادیث میں صدقہ کو بھی اوساخ الناس کہا گیا ہے، اور اکثر احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قرابت داروں پر صدقہ کے ہی حلال وغیرہ نہ ہونے کا ذکر آیا ہے، اور اسی وجہ سے بعض حضرات صدقۂ نافلہ کے بھی حلال نہ ہونے کے قائل ہیں، مگر اکثر فقہاء نفلی صدقہ کو حلال قرار دیتے ہیں، جس سے اوساخ الناس کے علت نہ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

اور جہاں تک علتِ رَمل کی نظیر کا تعلق ہے، تو علامہ ابنِ نجیم نے البحر الرائق میں رَمل کی علت پر بحث کرتے ہوئے رَمل کی علت کے زائل ہونے اور حکم کے باقی رہنے کے قول کو یہ فرما کر رَد کر دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بھی رَمل کیا ہے، اور اس کی علت خوف کے بعد امن کی نعمت کو یاد کرنا ہے، تاکہ اس پر شکر کیا جائے، اور یہ بات ممکن ہے کہ کوئی حکم متبادل علتوں کی وجہ سے ثابت ہو، پس مشرکین کے غلبہ کے وقت رَمل کی علت اور تھی، اور اس علت کے زائل ہونے کے بعد علت دوسری تھی، انتہیٰ، جبکہ ہمارے مبحوث فیہ مسئلہ میں ایسا نہیں، واللہ اعلم۔

واعلم أن الأصل زوال الحكم عند زوال العلة؛ لأن الحكم ملزوم لوجود العلة، ووجود الملزوم بدون اللازم محال، وقول من قال إن علة الرمل فى الطواف زالت وبقى الحكم ممنوع فإن النبى -صلى الله عليه وسلم- رمل فى حجة الوداع تذكيرا لنعمة الأمن بعد الخوف ليشكر عليها فقد أمر الله بذكر نعمه فى مواضع من كتابه وما أمرنا بذكرها إلا لنشكرها، ويجوز أن يثبت الحكم بعلل متبادلة فحين غلبة المشركين كانت علة الرمل إيهام المشركين قوة المؤمنين، وعند زوال ذلك تكون علته تذكير نعمة الأمن كما أن علة الرق فى الأصل استنكاف الكافر عن عبادة ربه، ثم صار علته حكم الشرع برقه وإن أسلم (البحر الرائق، ج ۲ ص ۳۵۴، كتاب الحج، باب الاحرام)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نمبر ۹ میں ذکر ہے)

اور بعض روایات میں ''محمد وآلِ محمد کے لئے صدقہ کے میل کچیل کی بناء پر'' مناسب یا حلال نہ ہونے کا ذکر آیا ہے (جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ۱۰ اور ۱۱ میں ذکر ہے)

اور بعض روایات میں ''بنوہاشم کو غسالۃُ الناس'' سے بچنے کا ذکر آیا ہے (جیسا کہ حدیث نمبر ۱۲ میں ذکر ہے)

اور بعض روایات میں خمس کے صدقہ کا عوض ہونے کا ذکر آیا ہے (جیسا کہ حدیث نمبر ۱۳ اور ۱۴ میں مذکور ہے)

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(جاری ہے............)

﴿بقیہ صفحہ ۸۶ متعلقہ ''جامن Jambul''﴾

خواتین میں کثرتِ حیض کو کنٹرول کرنے کے لئے جامن کے پتے سایہ میں خشک کرکے سفوف بنالیں اور روزانہ صبح نہار منہ ایک چمچ (چائے والا) ہمراہ تازہ پانی استعمال کرنا مفید ہے۔ جامن کی گٹھلیوں کا سفوف خونی اسہال اور پیچش میں بھی مؤثر ہے، اس سلسلے میں شربت انجبار کے ساتھ اس کا استعمال بہتر نتائج دیتا ہے، جامن کے درخت کی چھال کو جوش دے کر پینے سے بھی مندرجہ بالا فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جامن کے درخت کی باریک باریک کونپلیں لے کر انہیں پانی میں اُبال لیا جائے، اور اس پانی سے غرارے کئے جائیں، تو حلق کی سوزش کی تکلیف دور ہوجاتی ہے۔ اگر سر میں گنجا پن ہو، تو جامنوں کو کچل کر لیپ سا بنالیا جائے، اور اسے گنجے پن والے حصہ پر مَل دیا جائے، تو کچھ عرصہ یہ عمل کرنے سے گنجا پن دور ہوجاتا ہے۔

مگر کسی بھی چیز کا غیر معمولی یا بے ہنگم استعمال، نقصان دہ ثابت ہوا کرتا ہے، اسی اصول کی بناء جامن کا غیر معمولی استعمال بھی نقصان دہ ہے، مثلاً اس کے کثرتِ استعمال سے بخار، بدہضمی اور گیس وریاح پیدا ہوسکتی ہے، البتہ اگر اسے نمک لگا کر کھایا جائے، تو نقصانات سے کافی حد تک حفاظت ہوجاتی ہے۔

نفل، سنت اور واجب اعتکاف کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام، نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام، مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام، واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کے اوقات واحکام، اور متعلِّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل ومدلَّل کلام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ (حضرت آدم علیہ السلام: قسط ۴) مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کا حکم اور شیطان کا انکار

جب حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور فوقیت فرشتوں پر ظاہر ہوگئی اور دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ زمین میں خلافت کے لئے جن قابلیتوں، صلاحیتوں اور علوم کی ضرورت ہے، وہ حضرت آدم علیہ السلام میں موجود ہیں اور فرشتوں کی فطرت، جبلّت اور سرشت ان علوم واستعدادات سے عاری وخالی ہے، اور جنات میں مادۂ شر وفساد کے غلبہ کی وجہ سے ان کی طبیعت وجبلت اس توازن واعتدال سے خالی ہے، جو خلافتِ ارضی کے مقتضیات کی بجاآوری کے لئے ضروری ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور فوقیت کو ایک خاص طریقے سے فرشتوں پر ظاہر فرمانے کے لئے فرشتوں اور جنات سے حضرت آدم علیہ السلام کی خاص تعظیم کرانے کا ارادہ فرمایا، جس سے یہ ظاہر ہوجائے کہ حضرت آدم علیہ السلام ان دونوں مخلوقات سے افضل اور خلافتِ ارضی کے لئے موزوں ومناسب ہیں۔

فرشتہ کہنے سے میری توہین ہوتی ہے میں مسجودِ ملائک ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو

اور حضرت آدم علیہ السلام خلافت کے لئے ضروری علوم سے فرشتوں اور جنوں سے زیادہ واقف بلکہ دونوں کے علوم کے جامع ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی عملی تعظیم کا جو طریقہ تجویز فرمایا، اس کا ذکر قرآن مجید کی آیات میں اس طرح آیا ہے کہ:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ. اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۳۴)

ترجمہ: اور جب ہم نے حکم دیا سب فرشتوں کو کہ سجدہ میں گر جاؤ آدم کے سامنے تو سب سجدہ میں گر پڑے، سوائے ابلیس کے کہ اس نے کہنا نہ مانا اور تکبر کیا اور ہوگیا کافروں میں سے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ابلیس کا سجدہ سے انکار

ابلیس نے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کردیا، اورغرور وتکبر کے طور پر کہا کہ میں سجدہ نہیں کروں گا، کیونکہ میں اس سے بہتر اور برتر ہوں، یہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں اور آگ، مٹی پر شرف وفوقیت رکھتی ہے، کیونکہ مٹی کی طبیعت میں پستی اور تاریکی ہے، اور کثافت ہے، جبکہ آگ کی طبیعت وجوہر میں بلند ہونا، روشن ومنور ہونا اور لطیف شفاف ہونا ہے۔

اس کے تکبر، سرکشی اور انکار پر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کردیا اور اپنی قربت ورضا سے محروم ومایوس کردیا، اسی لئے اسے ابلیس کہا جاتا ہے، اس کی نافرمانی کی سزا میں اسے شیطان بنادیا۔ [۱]

قرآن مجید کی کئی دوسری آیات میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے حکم اور اس بارے میں ابلیس کے جواب کا ذکر ہے۔ [۲]

ابلیس کون تھا

ابلیس اصل میں جنات میں سے ہے، مگر سرکشی وفساد اور کفر طغیان کی وجہ سے جب جنات کو ہلاک وفنا کردیا گیا، اور جو ہلاکت وفنا سے بچ گئے، ان کو زمین سے بے دخل کرکے جزیروں اور پہاڑوں میں منتشر کیا گیا

---

[۱] وقال قتادة فی قوله تعالی :فسجدوا إلا إبليس أبی واستكبر و كان من الكافرين حسد عدو الله إبليس آدم عليه السلام ما أعطاه من الكرامة، وقال :أنا ناری وهذا طينی، و كان بدء الذنوب الكبر، استكبر عدو الله أن يسجد لآدم عليه السلام .قلت :وقد ثبت فی الصحيح لا يدخل الجنة من كان فی قلبه مثقال حبة من خردل من كبر وقد كان فی إبليس من الكبر والكفر والعناد ما اقتضى طرده وإبعاده عن جناب الرحمة وحضرة القدس(تفسير ابن كثير، سورة البقرة، رقم الآية ۳۴)

[۲] وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ (سورة الاعراف، رقم الآية ۱۱)

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ.فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ .فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ .إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ (سورة الحجر، رقم الآيات ۲۸ الیٰ ۳۱)

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا (سورة الاسراء، رقم الآية ۶۱)

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا (سورة الكهف، رقم الآية ۵۰)

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى (سورة طٰهٰ، رقم الآية ۱۱۶)

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ.فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ.فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ.إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (سورة صٓ، رقم الآيات ۷۱ الیٰ ۷۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تو ابلیس بھی ان بچنے والوں میں سے تھا، جسے کسی وجہ سے فرشتے آسمانوں پر لے گئے، اور بمشیتِ ایزدی اپنے ہمراہ تربیت میں رکھا، فرشتوں میں رہ بس کر وہ ملکوتی افعال، عادات وعبادات کا حامل ہوگیا، مگر دل میں یہ خواہش رہی کہ کسی طرح زمین کی حکومت مجھے مل جائے، اس طمع وامید میں خوب عبادت کرتا رہا، جب حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا وقت آیا اور تمام فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا تو ابلیس اس وقت ناامید ہوا اور تکبر وحسد نے اس کو حق تعالیٰ کے مقابلہ اور معارضہ پر آمادہ کیا اور ہمیشہ کے لئے ملعون ہوا۔

کیا سجدہ کا حکم جنات کو بھی تھا؟

مذکورہ بالا آیت کے شروع میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو دیا گیا ہے، جبکہ بعد میں یہ فرمایا گیا ہے کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس وقت کی تمام عقل وفہم رکھنے والی مخلوقات کو دیا گیا تھا، جن میں فرشتے اور جنات سب داخل تھے، لیکن سجدہ کرنے کے حکم میں صرف فرشتوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ ان تمام ذی عقل مخلوقات میں سب سے افضل اور اشرف تھے، لہٰذا جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں جیسی افضل مخلوق کو دیا گیا تو جو مخلوقات فرشتوں سے درجہ میں کم تھیں اُن کا اس حکم میں شریک ہونا زیادہ ظاہر ہے۔

سجدۂ تعظیمی پہلی امتوں میں جائز تھا امتِ محمدیہ میں جائز نہیں

اس آیت میں فرشتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور سورہ یوسف میں مذکور ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور ان کے والد مصر پہنچے تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ سجدہ عبادت کے لئے نہیں تھا کیونکہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت شرک اور کفر ہے اور یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی زمانے اور کسی شریعت میں اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت جائز رہی ہو، اس لیے اس کے علاوہ کوئی احتمال نہیں کہ مذکورہ انبیاء کے لئے جو سجدہ ثابت ہے وہ تعظیم کو ظاہر کرنے والا سجدہ ہے، عبادت والا سجدہ نہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گزشتہ انبیاء کی شریعتوں میں سجدہ کا وہی درجہ تھا، جو ہماری شریعت میں سلام، مصافحہ، معانقہ یا تعظیم کے لئے کھڑے ہونے کا ہے، لہٰذا جس طرح ہماری شریعت میں سلام، مصافحہ وغیرہ جائز ہیں، گزشتہ انبیاء کی شریعتوں میں تعظیم کے لئے سجدہ کرنا بھی جائز تھا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درحقیقت بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو خود تو گناہ نہیں ہوتے لیکن گناہ میں مبتلا کرانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں، گزشتہ انبیاء کی شریعتوں میں ایسے کام مطلقاً منع نہیں تھے بلکہ صرف اتنا حکم تھا کہ ان کاموں کو شرک یا کفر کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

لیکن لوگ اپنی جہالت اور انبیاء کی تعلیمات بُھلا دینے کی وجہ سے آخر کار ان کاموں کی وجہ سے شرک اور کفر میں مبتلا ہو جاتے تھے اور جب وہ لوگ گمراہی میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ دوسرا نبی دنیا میں بھیج دیتے تھے جو دنیا میں تشریف لا کر لوگوں کو شرک سے باز رہنے اور توحید اختیار کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

لیکن حضور ﷺ کی شریعت میں وہ تمام کام جو اپنی ذات میں گناہ اور کفر نہیں تھے لیکن کسی بھی زمانے میں کفر اور شرک میں مبتلا کرانے کا ذریعہ بنے تھے، مطلقاً ناجائز قرار دے دیے گئے، اگرچہ ان کو کفر و شرک کے طور پر نہ کیا جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی شریعت آخری شریعت ہے، حضور ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا جو دنیا میں آ کر لوگوں کی اصلاح کرتا لہٰذا جس کام میں بھی یہ شبہ تھا کہ وہ آگے چل کر کفر اور شرک کا ذریعہ بن سکتا ہے اس کام کو شریعتِ محمدیہ میں مطلقاً ہی ناجائز قرار دے دیا گیا۔ [۱]

چونکہ سجدۂ تعظیمی کا تعلق بھی ایسے اعمال سے ہے جو آنے والے وقت میں شرک اور کفر کا ذریعہ بن سکتے تھے (درگاہوں اور بزرگوں کے مزارات پر اس کے بکثرت نمونے اہلِ بدعت وھویٰ اپنے عمل وقول وحال سے پیش کرتے ہیں) اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں سجدۂ تعظیمی کو ہی ناجائز قرار دے دیا گیا، چنانچہ متعدد احادیث میں اس امت کے لئے سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے کی صراحت موجود ہے۔ (جاری ہے......)

---

[۱] وقال بعض الناس :كان هذا سجود تحية وسلام وإكرام كما قال تعالى :ورفع أبويه على العرش وخروا له سجدا، وقال يا أبت هذا تأويل رء ياى من قبل قد جعلها ربى حقا (يوسف 100 :) وقد كان هذا مشروعا فى الأمم الماضية ولكنه نسخ فى ملتنا .قال معاذ :قدمت الشام فرأيتهم يسجدون لأساقفتهم وعلمائهم، فأنت يا رسول الله أحق أن يسجد لک، فقال :لا لو كنت آمرا بشرا أن يسجد لبشر لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها من عظم حقه عليها 3 ورجحه الرازى .وقال بعضهم :بل كانت السجدة لله وآدم قبلة فيها، كما قال تعالى :أقم الصلاة لدلوک الشمس وفى هذا التنظير نظر، والأظهر أن القول الأول أولى، والسجدة لآدم إكراما وإعظاما واحتراما وسلاما، وهى طاعة لله عز وجل لأنها امتثال لأمره تعالى، وقد قواه الرازى فى تفسيره وضعف ما عداه من القولين الآخرين وهما كونه جعل قبلة إذ لا يظهر فيه شرف والآخر أن المراد بالسجود الخضوع لا الانحناء ووضع الجبهة على الأرض وهو ضعيف كما قال(تفسير ابنِ كثير، سورة البقرة، رقم الآية ۳۴)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

جامن Jambul

جامن، جس کو انگریزی زبان میں Jambul کہا جاتا ہے، اور عربی زبان میں اس کے کئی نام ہیں، مثلاً: جمّون، جمبو، جامبو، جمبولان، جمبول، دمسون اسود ہندی۔

جامن استوائی خطے کا ایک سدا بہار درخت ہے، جس کا اصل وطن پاکستان، بھارت، نیپال، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا ہے۔

جامن کے پودے، گرم اور نم آب وہوا پسند کرتے ہیں، میدانی علاقوں میں جہاں شیشم، کیکر، بیر اور آم کے درخت اچھی طرح نشوونما پا سکتے ہیں، وہاں جامن کے پودے بھی صحیح نشوونما پاتے اور اچھا پھل دیتے ہیں۔

یہ کافی تیزی سے بڑھنے والا درخت ہے جو مناسب حالات میں تیس (30) سے ستّر (70) فٹ کی اونچائی تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کے درخت کی عمر عام حالات میں 100 سال سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔

اس کے پتے گھنے اور سایہ دار ہوتے ہیں اور لوگ اسے صرف سایہ اور خوبصورتی کے لیے بھی لگاتے ہیں۔

جامن کے درخت کی لکڑی خاص طور پر نمی والی جگہ کے لئے بہت مضبوط و پائیدار رہوتی ہے، جس پر پانی اثر نہیں کرتا، اپنی اس خصوصیت کے باعث اس کی لکڑی کشتیوں کے پیندوں، کنویں کے چکوں اور ریلوے لائنوں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس کے درخت پر موسم بہار میں چھوٹے چھوٹے خوشبودار پھول آتے ہیں، برسات کے موسم تک اس کا پھل تیار ہو جاتا ہے، پھل کے باہر نرم چھلکا، پھر گودا اور درمیان میں ایک بیج ہوتا ہے، جس کو گٹھلی کہا جاتا ہے۔

جامن کے پھل کا رنگ جامنی ہوتا ہے، رنگ کی اسی نسبت کی وجہ سے اس کا نام جامن مشہور ہے۔

جامن کا مزاج سرد اور خشک اور بعض کی تحقیق کے مطابق تر ہوتا ہے۔

جامن ایک مشہور پھل ہے، جس کو دوسرے پھلوں کی طرح کھایا جاتا ہے اور اس کی گٹھلی کی مینگ (مغز خستہ جامن) پتے اور چھال دواؤں میں استعمال کی جاتی ہیں۔

جامن تھوڑی سی غذائیت رکھتی ہے، لیکن اس کو نہار منہ کھانے سے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے، اس لیے اس کو کھانا کھانے کے بعد نمک لگا کر کھانا مناسب ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جامن قوتِ باہ اور مردانہ طاقت کے لئے مفید ہوتا ہے، اس سے مادۂ منویہ گاڑھا ہوتا ہے۔ جامن کے ذریعہ خون کی کمی دُور ہوتی ہے، اور اس کے کھانے سے بھوک بڑھتی ہے، اور حرارت وگرمی کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ صفراوی مزاج لوگوں کے لیے جامن مقویِ معدہ وجگر ہے، جس سے جگر کی کمزوری اور جگر کی گرمی کا خاتمہ ہوتا ہے، اور پیشاب کی جلن کو دور کرنے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔ اور لو لگنے کی صورت میں جامن کھانے سے لو کے اثرات کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ دل کی گھبراہٹ وبے چینی اور ایگزائٹی میں بھی جامن کا استعمال فائدہ مند ہے۔ جامن پرانے دستوں اور پیچش کو روکتی ہے، اور ذیابیطس (یعنی شوگر) اور تلّی کے مریضوں کو فائدہ دیتی ہے، اور معدہ اور آنتوں کے لئے بڑی مفید ہے، سینہ اور معدہ کی جلن، کھٹی ڈکاروں اور ہاتھ پاؤں کی جلن میں اس کا استعمال نفع بخش ہے۔ شوگر کے مریض اگر کبھی کبھار آم کھالیں تو اس کے بعد جامن کھانے سے شوگر کو اعتدال پر رکھا جاسکتا ہے، نیز جامن سے آم کی حدت بھی معتدل ہوجاتی ہے۔

جامن کی گٹھلی کی مینگ (مغز خستہ جامن) قبض آور ہے، اس لئے اس کو دستوں کو روکنے اور ذیابیطس کی شکایت دور کرنے کے لیے استعمال کرایا جاتا ہے۔ جامن کی گٹھلی کی مینگ، آم کی گٹھلی کی مینگ اور چھوٹی ہڑ بھُنی ہوئی، تینوں چیزیں برابر لے کر سفوف بنا کر اور تین تین ماشے یہ سفوف چھاچھ کے ساتھ کھانے سے دست بند ہوجاتے ہیں اور ذیابیطس (یعنی شوگر) کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

نیز جامن کا موسم نہ ہونے کی صورت میں ذیابیطس وشوگر کے لئے صرف جامن کی گٹھلیوں کا سفوف بھی تین گرام صبح نہار منہ اور شام پانچ بجے کھانا بھی مفید ہے۔ اگر جامن کی گٹھلی تیس گرام، طباشیر نقرہ دس گرام، چھوٹی الائچی کا دانہ پندرہ گرام کا سفوف بنالیں اور صبح وشام ایک چمچ (چائے والا) ہمراہ تازہ پانی متواتر اکیس روز استعمال کریں تو شوگر کنٹرول ہونے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔

جامن کی گٹھلی کی مینگ ایک تولہ، افیون ایک ماشہ دونوں کو برابر پیس کر ذرا سے پانی سے بیس گولیاں بنا کر ایک ایک گولی صبح وشام کھانے سے ذیابیطس یعنی شوگر کو فائدہ ہوتا ہے، اور دست بھی بند ہوجاتے ہیں۔

جامن کی کونپلیں بھی قبض آور تاثیر رکھتی ہیں، ان کو ایک تولہ لے کر پانی میں پیس چھان کر پلانے سے دست بند ہوجاتے ہیں۔ جامن کے درخت کی چھال بھی قبض آور ہے، اگر مسوڑھے کم زور اور پھولے ہوئے ہوں، ان سے خون نکلتا ہو اور دانت ہلتے ہوں تو جامن کے درخت کی چھال یا پتوں کے جوشاندے سے کلّیاں کرنے سے یہ شکایت دور اور مسوڑھے مضبوط ہوجاتے ہیں۔

Idara Ghufran

جامن کی لکڑی کا کوئلہ باریک پیس کر معمولی سیاہ مرچ اور نمک ملا کر بطور منجن استعمال کرنے سے دانت صاف اور مضبوط ہوجاتے ہیں۔ جامن کا رُب، شربت اور سرکہ بھی بنایا جاتا ہے، اور ان اشیاء کو عموماً معدے، جگر اور تلّی کے امراض اور پتھری کے مرض میں استعمال کیا جاتا ہے، جامن کا سرکہ خصوصیت کے ساتھ تلی کو گھلانے کے لیے مفید ہے۔ جامن، پیشاب آور ہے، اور مثانہ کی صفائی اس کی اہم خصوصیت ہے، پکے ہوئے جامن کھانے سے گردے اور مثانہ کی پتھریاں ریزہ ریزہ ہوکر پیشاب کے راستہ سے خارج ہوجاتی ہیں۔

اور پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رہنے کے لئے بھی جامن نہایت مفید ہے۔

چہرے کے داغ دھبے، چھائیاں، جامن یا جامن کے شربت کے مسلسل استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہیں اور چہرے کی رنگت نکھر جاتی ہے۔ چہرے کی شادابی، داغ دھبے، چھائیاں دور کرنے کے لئے جامن کا بیرونی استعمال کیا جاتا ہے، اس مقصد کے لئے جامن کی گٹھلیوں کو پانی میں رگڑ کر اس کا پیسٹ بنائیں اور چہرے پر اس کا لیپ کریں۔ اگر منہ پک جائے تو جامن کے نرم پتے ایک پاؤ لے کر ایک کلو پانی میں جوش دیں، جس کو چھان کر کلیاں کرنے سے فائدہ ہوتا ہے، جامن کا کھانا آواز کو درست اور گلے کو صاف کرتا ہے، رات کو سوتے وقت منہ سے پانی بہنے کی شکایت (بادی کیفیت) کو دور کرتا ہے، جامن تیزابیتِ معدہ کے خاتمہ کے لئے بھی مفید ہے۔ معدہ اور آنتوں کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے ایک پاؤ جامن کے سرکے میں تین پاؤ چینی ملا کر سکنجبین بنائیں اور صبح وشام استعمال کریں۔

بواسیر کا خون بند کرنے کے لئے بیس گرام جامن کے پتے ایک پاؤ دودھ میں رگڑ کر چھان کر پلانا مفید ہے۔

اسی طرح جامن کی گٹھلی، آم کی گٹھلی، ہلیلہ سیاہ کا برابر وزن کے ساتھ سفوف تیار کرکے، گھی میں بھون کر صبح شام، تین گرام استعمال کرنے سے بواسیر جڑ سے ختم ہوجاتی ہے۔

جامن کی گٹھلیوں کو خشک کرکے ان کو باریک پیس لیں اور یہ سفوف تین گرام کی مقدار میں صبح نہار منہ اور شام پانچ بجے تازہ پانی سے بیس یوم استعمال کرنے سے ان شاء اللہ بدخوابی وجریان کا مرض جاتا رہے گا۔

لیکوریا کے مرض میں جامن کی گٹھلیاں پچاس گرام باریک پیس لیں اور اس میں کشتہ بیضہ مرغ دس گرام شامل کرلیں، یہ سفوف دو سے تین گرام بلحاظ عمر صبح نہار منہ اور شام پانچ بجے دودھ یا سادہ پانی سے استعمال کریں (دورانِ حیض استعمال نہ کریں) بیس روز کا استعمال انتہائی کافی ہوتا ہے۔

﴿بقیہ صفحہ ۷۹ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......۲۳/۳۰/رجب، و۷/۱۴/۲۱/شعبان، جمعۃ المبارک کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں حسبِ معمول ہوئیں۔

□......۲۳/رجب، بروز جمعہ، بعد عصر مسجد ادارہ غفران میں حضرت مدیر صاحب نے ادارہ کے پڑوسی جناب صغیر صاحب کی بیٹی کا نکاح پڑھایا۔

□......۲۴/رجب، دوپہر کو مولانا محمد الیاس کوہاٹی صاحب (مدیر: مدرسہ شریعۃ الاسلام، اللہ آباد، چوہڑ چوک، راولپنڈی) ادارہ تشریف لائے۔

□......۲۵/رجب، و۲/۹/۱۶/۲۳/شعبان، بروز اتوار، دن دس بجے، حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجالس حسبِ معمول ہوئیں، اور بعد ظہر وعصر کی ہفتہ وار بزمِ ادب وہفتہ وار اصلاحی مجلس برائے طلبہ بھی منعقد ہوتی رہیں۔

□...... ۲۷/رجب، بعد ظہر مولانا نعمان اللہ نعمانی صاحب زید مجدہٗ (استاذِ حدیث، جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی) ادارہ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، بعد عصر واپس تشریف لے گئے۔

□...... ۲۹/رجب، جمعرات، دوپہر، مولانا طارق محمود صاحب کی طرف سے حضرت مدیر صاحب ومولانا عبدالسلام صاحب اور ارکانِ ادارہ کے لئے دوپہر کے کھانے کی شکل میں ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

□......۲۹/رجب، جمعرات، بعد عشاء، ادارہ کے پڑوسی، جناب صغیر صاحب کی بیٹی کے ولیمہ میں حضرت مدیر صاحب اور ارکانِ ادارہ، المعراج گولڈن شادی ہال، کمیٹی چوک تشریف لے گئے۔

□......۷/شعبان، جمعہ، بعد مغرب، ادارہ کے قریبی اور مخصوص احباب، حضرت مدیر صاحب کی طرف سے ادارہ میں مدعو تھے، جس میں ان حضرات کو ادارہ کے اغراض ومقاصد اور ادارہ کے آئندہ کے منصوبوں کے متعلق تفصیل سے آگاہ کیا گیا، بعد عشاء، ادارہ کی طرف سے کھانے کی ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

□......۹/شعبان، بروز اتوار، سے ادارہ غفران کے تعلیمی شعبہ جات میں سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا، جس کی تکمیل ۱۲شعبان، بروز بدھ کو ہوئی، شعبہ کتب کے امتحانات ۹ تا ۱۲ شعبان جاری رہے، شعبہ ناظرہ وقاعدہ بنین وبنات کی تمام دس جماعتوں کے امتحانات اتوار ۹ شعبان کو ہوئے، شعبہ تجوید وضروریاتِ دین کورس (بنین وبنات) کی دونوں جماعتوں کے امتحانات بھی بروز اتوار ہوئے، شعبہ حفظ کے امتحانات ۱۲شعبان بروز بدھ ہوئے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

□......۱۳/ شعبان، جمعرات، حضرت مدیر صاحب اور دیگر احبابِ ادارہ، دوپہر کے قریب، معمولاتِ یومیہ سے جلد فارغ ہوکر بغرضِ تفریح وسیر خان پور ڈیم ٹیکسلا کی طرف گئے، عصر بعد واپسی ہوئی۔

□......۱۶/ شعبان، اتوار، بعد مغرب سالانہ امتحانات کے نتائج کے حوالے سے یومِ والدین کا جلسہ ہوا، جن میں سالانہ امتحانات کے نتائج سنائے گئے، اور ہر درجہ کے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے بچوں، بچیوں کو انعامات سے نوازا گیا، تقریب میں مفتی محمد یونس صاحب دامت برکاتہم کا اصلاحی بیان ہوا، اور مولانا محمد ناصر صاحب نے نقابت (سٹیج سیکرٹری) کے فرائض سرانجام دیئے۔

□......۲۰/ شعبان، جمعرات، دوپہر کو شعبہ حفظ کے طلبۂ کرام کو تفریح وسیر کے لئے اپنے اساتذۂ کرام کی سرپرستی ونگرانی میں قریبی پارک لے جایا گیا۔

□......تعمیرِ پاکستان سکول میں پہلی سہ ماہی کے امتحانات یکم جون تا 10 جون جاری رہے، 10 جون کو سکول میں طلبہ کی بزمِ ادب ہوئی، جس میں یومِ تکبیر (28 مئی) اور استحکامِ پاکستان کے حوالے سے مفتی محمد یونس صاحب کا بیان ہوا، اور طلبہ وطالبات نے حمد، نعت، نظم، ملی ترانے وغیرہ پیش کئے، 12 جون کو بچوں کے والدین سکول تشریف لائے، اور امتحان کا رزلٹ وصول کیا، اس کے ساتھ ہی اگست تک سکول میں موسمِ گرما ورمضان کے چھٹیاں شروع ہوگئیں، چھٹیوں کے دوران چہارم سے اوپر کی کلاسوں کے لئے صبح آٹھ تا گیارہ، تعمیرِ پاکستان سکول میں سمرکیمپ کا سلسلہ 26 جون تک جاری ہے۔

بسلسلہ: طبِّ نبوی

حجامہ یا سینگی کے فوائد واحکام

حجامہ وفصد کی تعریف وتحقیق، قولی وفعلی احادیث اور سنت سے حجامہ کا ثبوت اور اس کی افادیت واہمیت، قدیم وجدید طب اور میڈیکل سائنس کے فن میں حجامہ کے فوائد ومنافع، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف اعضاء میں حجامہ کرانا، حجامہ کی افضل تاریخیں، اور حجامہ کے دنوں سے متعلق احادیث وروایات، حجامہ سے متعلق مختلف احادیث کی اسنادی حیثیت، حجامہ سے متعلق شرعی احکام، حجامہ کا طریقہ، حجامہ سے متعلق ہدایات وآداب، اور مختلف بیماریوں میں حجامہ کے مقامات وتعداد

مصنّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/مئی/2014ء، بمطابق ۲۱/رجب المرجب/1435ھ: جلسے سلامتی کے لئے خطرہ ہیں، تھائی لینڈ میں پھر مارشل لاء نافذ 22/مئی: پاکستان: سی ایس ایس 2013ء کے نتائج کا اعلان، 220 امیدوار کامیاب 23/مئی: پاکستان میں پہلی میٹرو ٹرین چلانے کا معاہدہ، روزانہ اڑھائی لاکھ مسافر سفر کریں گے، شہباز شریف 24/مئی: پاکستان: 53814 عازمینِ حج، سرکاری سکیم میں کامیاب قرار، 73 ہزار سے زائد درخواستیں مسترد، پہلی حج پرواز 27 اگست کو اسلام آباد سے روانہ ہوگی 25/مئی: پاکستان: وزیر اعظم نے گڈانی میں مزید 2 کول پاور پلانٹس کی منظوری دے دی 26/مئی: دھاندلی کے الزامات، افغان الیکشن کمیشن کے 5 ہزار سے زائد ارکان برطرف 27/مئی: پاکستان: اسلام آباد، 13 زونز میں تقسیم، آج سے پولیس اور رینجرز پر مشتمل ریپڈ رسپانس فورس گشت کرے گی 28/مئی: پاکستان: سستا آٹا، پنجاب حکومت کا رمضان میں فلور ملز کو گندم کے بجائے نقد سبسڈی دینے کا فیصلہ 29/مئی: پاکستان: پشاور اور چارسدہ میں خسرہ کے ٹیکوں سے 3 بچے جاں بحق، لوڈ شیڈنگ کے باعث ویکسین خراب ہوگئی، سرکاری ذرائع 30/مئی: پاکستان: مجسٹریسی نظام بحال کرنے کا فیصلہ، صوبوں کے حصے سے بجلی واجبات وصول کرنے کی منظوری 31/مئی: پاکستان: 1320 میگاواٹ کے دو منصوبوں کا آغاز، ملک کو اندھیروں سے ضرور نکالیں گے، نواز شریف یکم/جون: پاکستان: 11 ماہ میں ٹیکس وصولیوں کا شارٹ فال 55 ارب ہوگیا 02/جون: پاکستان: پولیو، پاکستان پر سفری پابندیاں نافذ، ائرپورٹس پر سرٹیفکیٹ نایاب، مسافر پریشان 03/جون: پاکستان: مہنگائی، غربت، قرضوں میں اضافہ، اقتصادی ترقی کا ہدف پورا نہ ہوسکا، فی کس آمدنی بڑھ گئی، اقتصادی سروے 04/جون: پاکستان: تنخواہوں پنشن میں 10 فیصد اضافہ، کم سے کم اجرت 12 ہزار مقرر، سگریٹ، پنکھے، لیپ ٹاپ اور فریز رمہنگے، 39 کھرب 36 ارب خسارے کا بجٹ پیش 05/جون: پاکستان: فتح جنگ میں خودکش حملہ، 2 کرنل، 3 شہری جاں بحق 06/جون: پاکستان: 10 کروڑ غریبوں کے لئے ہیلتھ انشورنس سکیم، وزیر اعظم نے منظوری دے دی 07/جون: پاکستان: فوج کی تضحیک، جیو کا لائسنس 15 دن کے لئے معطل، 1 کروڑ جرمانہ 08/جون: پاکستان: جہلم، تیل کا بڑا ذخیرہ دریافت، روزانہ 5500 بیرل تیل نکلے گا 09/جون: پاکستان: کراچی ائرپورٹ پر دہشت گردوں کا حملہ، فائرنگ، دھماکے، 12 جاں بحق، طیاروں کو نقصان 10/جون: پاکستان: کراچی ائرپورٹ 5 گھنٹے آپریشن کے بعد کلیئر، تمام 10 حملہ آور ہلاک 11/جون: پاکستان: کراچی ائرپورٹ، کولڈ سٹوریج سے 8 مسخ شدہ لاشیں برآمد، 28 گھنٹے بعد لاشیں نکالی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

گئیں ✍12/جون: پاکستان: شمالی وزیرستان میں 6ماہ بعد 2ڈرون حملے، 10افراد ہلاک ✍13/جون: پاکستان: سندھ ہائی کورٹ، مشرف کا نام ای ایل سی میں شامل کرنا غیر قانونی قرار ✍14/جون: پاکستان: پنجاب کا بجٹ پیش، تنخواہوں پنشن میں 10فیصد اضافہ، پراپرٹی ٹیکس کم 50ہزار ییلو کیپ تقسیم ہوں گی ✍15/جون: پاکستان: شمالی وزیرستان: جیٹ طیاروں کی بمباری، ائرپورٹ پر حملے کے ماسٹر مائنڈ سمیت کئی افراد ہلاک ✍16/جون: پاکستان: شمالی وزیرستان، بھرپور فوجی آپریشن''ضربِ عضب'' شروع ✍17/جون: پاکستان: پولیو سے بچاؤ کے قطرے جائز ہیں، ان میں کوئی چیز حرام نہیں، عالمی علماء کانفرنس، کانفرنس میں جید علماء، جامعہ الازہر، بین الاقوامی فقہ اکیڈمی، اسلامی یونیورسٹی، اسلامک ایڈوائزری گروپ کے نمائندے شریک ہوئے ✍18/جون: پاکستان: لاہور پولیس کی بربریت، عوامی تحریک کے 8 کارکن قتل کرڈالے ✍19/جون: پاکستان: سانحہ لاہور، حسین قادری سمیت 3ہزار کارکنوں کے خلاف مقدمات درج، مقدمات میں 12سالہ بچہ بھی شامل ✍20/جون: پاکستان: رمضان پیکیج، یوٹیلٹی سٹورز پر 1500اشیاء کی قیمتوں میں کمی۔

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُم بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے(ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید(ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون نمبر:0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔فون نمبر:0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی،
فون:0333-5187568

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530